UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234249
UNIVERSAL
LIBRARY

فی ذلک لعبرة لاولی الالباب

۱۲۹۱ھ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ مزیل التباس اور موضح معنی اثر ابن عباس مسمی بہ

تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس

مؤلفہ وحید العصر فرید الدہر مولنا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

مطبع صدیقی بریلی مین باہتمام مولوی محمد منیر طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء دین اس بابمین کہ زید نے بتتبع ایک عالم کے جسکی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی
تھی دربارۂ قول ابن عباس رضی جو در منثور وغیرہ مین ہی ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و
نوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسے کعیسکم ونبی کنبیکم کے یہہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہہ عقیدہ ہی
کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہی اور زمین کے طبقات جدا جدا ہین اور ہر طبقے مین مخلوق الٰہی ہی اور حدیث
مذکور سی ہر طبقے مین انبیا کا ہونا معلوم ہوتا ہی لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ مین ثابت
ہوتا ہی مگر اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہین اور یہہ میرا عقیدہ ہی کہ وہ خاتم
مماثل آنحضرت صلعم کے ہون اسلئے کہ اولاد آدم جسکا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم مین ہی اور سب مخلوقات
سی افضل ہی وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہی بالاجماع اور ہمارے آنحضرت صلعم سب اولاد آدم سے
افضل ہین تو بلا شبہہ آپ تمام مخلوقات سی افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات مین
داخل ہین آپکے مماثل کسیطرح نہین ہوسکتے تھے اور باوجود اس تحریر کے زید یہہ کہتا ہی کہ اگر
شرع سی اسکی خلاف ثابت ہوگا تو مین اسکو مان لونگا میرا اصرار اس تحریر پر نہین پس علماء شرع
سی استفسار یہہ ہی کہ الفاظ حدیث ان معنونکو محتمل ہین یا نہین اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق
یا خارج اہل سنت وجماعت سی ہوگا یا نہین بینوا توجروا +

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ کے
قبل عرض جواب یہ گذارش ہی کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئین تاکہ فہم جواب مین کچھہ دقت
نہو سو عوام کے خیال مین تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہی کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے
بعد اور آپ سب مین آخر نبی ہین مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی مین بالذات کچھہ فضیلت نہین پھر
مقام مدح مین ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت مین کیونکر صحیح ہوسکتا ہی ہان اگر اس وصف

کو اوصاف مدح مین سی نکہیی اور اسمقام کو مقام مدح قرار ندیجی تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو
ہی مگر مین جانتا ہون کہ اہل اسلام مین سی کسیکو یہہ بات گوارا نہوگی کہ اسمین ایکتو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ
گوئی کا وہم ہی آخر اسوصف مین اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف مین جنکو
نبوت یا اور فضائل مین کچہہ دخل نہین کیا فرق ہی جو اسکو ذکر کیا اور ونکو ذکر نکیا دوسرے رسول اللہ صلعم
کیجانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہین اور ایسے ویسے لوگونکے اس قسم کے
احوال بیان کیا کرتے ہین اعتبار نہو تو تاریخونکو دیکھہ لیجی باقی یہہ احتمال کہ یہہ دین آخری دین تہا اسلیے سد
باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہی جو کل کو جہوٹے دعوی کرکے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ
قابل لحاظ ہی پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین
کیا تناسب تہا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہی کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام مین متصور نہین اگر سد باب مذکور منظور ہی تہا
تو اسکے لیے اور بیسیون موقع تہے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہی جس سی تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہی
اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم
ہوجاتا ہی جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہی موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا
اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سی مفہوم ہی کسی غیر سی مکتسب اور مستعار نہین ہوتا مثال درکار ہی تو لیجی
زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہی تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہین اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سی اتنی
ہی تہی باینہمہ یہہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہین تو جسکا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اسکا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور
کسی اور کا فیض نہوگا الغرض یہہ بات بدیہی ہی کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہوجاتا ہی چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہونیکی وجہ
اگر ہی تو یہی ہی یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہین اور یہی وجہ ہی کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی
باکمال کبھی بے کمال ہوتے ہین اگر یہہ وجود اور کمالات ممکنات کی حقیقت ذاتی ہوتی تو یہہ انفصال و اتصال نہوا کرتا علے الدوام

وادہ کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتی سو اسیطور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہین اور سوا آپکے
اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اورونکی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپکی نبوت کسی اور
کا فیض نہین آپپہ سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہی غرض آپ جیسی نبی الامۃ ہین ویسی ہی نبی الانبیا
بھی ہین اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ
ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الخ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپکے اتباع اور اقتدا کا عہد لیا گیا ادہر آپ نے یہہ ارشاد فرمایا کہ
اگر حضرت موسی بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ برین بعد نزول حضرت عیسی
کا آپکی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہی ادہر رسول اللہ صلعم کا یہہ ارشاد کہ علمت
علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب مشیر ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ اس
ارشاد سے عوام وخاص کو یہہ بات واضح ہی کہ علوم اولین مثلا اور ہین اور علوم آخرین اور لیکن
وہ سب علوم رسول اللہ صلعم مین مجتمع ہین سو جیسی علم سمع اور ہی اور علم بصر اور پر انہمہ
قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ مین یہہ سب علوم مجتمع ہین ایسے ہی رسول اللہ صلعم اور انبیاء باقی
کو سمجھئے پر ظاہر ہو کہ سمع وبصر اگر مدرک وعالم ہین تو بالعرض ہین ورنہ مدرک حقیقی اور عالم
تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہی اسیطرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہین اور انبیاء باقی
اور اولیاء اور علماء گذشتہ ومستقبل اگر عالم ہین تو بالعرض ہین مگر اسکے ساتھ یہہ
بھی اہل فہم جانتے ہین نبوت کمالات علمی مین سے ہی کمالات عملی مین سے نہین الغرض کمالات ذوی العقول کل دو
کمالون مین منحصر ہین ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنار مدح کل انہین دو باتون پر ہے
چنانچہ کلام اللہ مین چار فرقون کی تعریف کرتے ہین نبیین اور صدیقین اور شہداء

صالحین جنین سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال
کمال علمی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھو اور
شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیے دلیل اس دعوی
کی یہہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہین تو علوم ہی مین ممتاز ہوتے ہین باقی رہا
عمل اوسمین بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہین بلکہ بڑھجاتے ہین اور اگر قوت
عملی اور ہمت مین انبیاء امتیون سے زیادہ بھی ہون تو یہہ معنی ہوئے کہ مقام شہادت اور [illegible]
شہادت بھی انکو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالب کے ساتھہ ملقب ہوتا
ہے مرزا جانجاناں صاحب اور شاہ غلام علی صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز
صاحب چارون صاحب جامع بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو
فقیری مین مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب علم مین وجہ اسکی
یہی ہوتی کہ اونکے علم پر تو انکی فقیری غالب تھی اور اونکی فقیری پر انکا علم اگرچہ انکے علم
سے انکا علم یا انکی فقیری سے انکی فقیری کم نہو سو انبیاء مین علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ
اونکا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو بہرحال علم مین انبیاء اورون
سے ممتاز ہوتے ہین اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی کمال
علمی ہے چنانچہ لفظ نبأ اور صدق بھی جو ماخذ اور صیغہ مذکورہ ہے اسبات پر شاہد ہے نبأ خود
خبر کو کہتے ہین جو اقسام علوم یا معلوم مین سے ہے اور صدق اوصاف علم مین سے پر نبوت اور
صدیقیت مین وہی فرق فاعلیت و قابلیت ہے جو آفتاب و آئینہ مین وقت تقابل معلوم
ہوتا ہے چنانچہ وہ حدیث موضوع قولی جسکا یہہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ مین خدا نے ڈالا تھا
مین نے ابو بکر کے سینہ مین ڈالدیا اسپر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اصلی کہتے ہین کہ خبر اوسکی

یا ہر ملاکر بولا ہوتا ہی صدیق کہ صدیق اسکو کہتے ہین کہ اسکی عقل بجز قول صادق قبول نہین کرتی
قول صادق سنتے ہی بیدلیل اسطرح قبول کرلیتا ہی جیسی شہائی کو معدہ اور قول باطل سی اسطرح گھبراتا ہی
اور اسطرح اوسکو رد کرتا ہی جیسی مکھی کو معدہ رد کرتا ہی یہی تہا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے مین
معجزہ کی ضرورت نہوئی علے ہذا القیاس مصداق شہید بدلالت حدیث وہ شخص ہی جو اعلاء کلمۃ اللہ
اور ترقی دین کے لئے جان دینے کو تیار ہو چنانچہ رسول اللہ صلعم سے کسی نے پوچھا کہ بعضی آدمی
طمع مال مین لڑتے ہین اور بعضی بوجہ عصبیت یعنی بوجہ قرابت وحمیت قومی اور بعضی بغرض
ناموری انمین سی شہید کون ہوتا ہی تو آپ نے فرمایا مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا غرض
شہادت اصور تین عوارض ہمت اور قوت عملی مین سی ہوئی اور شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسیوجہ سی شاید شہید کو شہید کہتے ہین یعنی بروز قیامت وہ شاہد ہوگا کہ
فلانا شخص حکم خدا مان گیا تہا اور فلانے نے نہین مانا کیونکہ اسبات کی اطلاع جیسی آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر کو ہوسکتی ہی اتنی اورونکو نہین ہوسکتی اور اوسکی گواہی اسباب مین ایسی سمجھی جیسی
کسی مقدمہ مین ملازمان سرکاری کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق مین یہہ فرمانا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور اوسپر یہہ ارشاد کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ غور کیجے تو اسی جانب مشیر ہی غرض شہید سی فیض عملی ہوتا
ہی یعنی بہلے عمل اورون سی کراتا ہی اور بری عملون سی روکتا ہی سو جو شخص اوس سی مستفیض ہو وہ
صالح ہی اور ظاہر ہی کہ اہتمام اعمال کے باب مین وہی کرسکتا ہی جو خود اعمال مین پکا ہی سو بوسیلہ
امر و نہی ہو یا بوسیلہ صحبت جس شخص کو افاضہ اعمال منظور ہو وہ تو شہید ہی اور جو اوس سی مستفیض
ہو وہ صالح جب یہہ بات ذہن نشین ہو چکی تو خود معلوم ہوگیا ہوگا کہ جب نبوت کمالات علمی
مین سی ہوئی اور دربارہ علم رسول اللہ صلعم موصوف بالذات ہوئی تو دربارہ نبوت بہی

اپ ہی موصوف بالذات ہونگے اور آیہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ الخ مین جو لفظ
مصدق لما معکم ہی تو اُس سی بعد لحاظ اسبات کے کہ یہہ خطاب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو
ہی اور کلمہ ما اسجگہہ ایسا عام ہی کہ تمام علوم اور کتب کو شامل یہہ بات اور بھی موجہ ہو جاتی
ہی کہ نبوت کمالات علمی مین سی ہی اور آپ جامع العلوم ہین اور انبیاء باقی جامع نہین غرض
جو بات حدیث علمت علم الاولین سی ثابت ہوئی تہی مع شئ زائد آیہ مذکورہ سی ثابت ہی سو
ایک تو یہی بات زائد ہی کہ نبوت کا کمالات علمی مین سی ہونا اُس سی ظاہر ہی کیونکہ رسول کی
صفت مین یہہ فرمانا کہ مصدق لما معکم جو لاجرم منجملہ کمالات علمی ہی کیونکہ تصدیق علم ہی
سی متصور ہی اس جانب مشیر کہ اُس رسول کا علم ایسا عام ہوگا پھر باینہمہ لفظ رسول ہی
باین نظر کہ زبان عربی مین پیغامبر کو کہتے ہین اور پیغام منجملہ اوامر و نواہی ہوتا ہی جو
بیشک از قسم علوم ہی اسپر دال ہے اور عہد کا لینا جس سی آپ کا نبی الانبیاء ہونا ثابت
ہوتا ہی پہلے ہی معروض ہو چکا علاوہ برین حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ
بھی اسی جانب مشیر ہی کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب
جب ہی چسپان ہو سکتا ہی کہ ایکجا یہہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی اور فرق
قدم و حدوث اور دوام و عروض فہم ہو تو اس حدیث سی ظاہر ہی ہر کوئی سمجھتا ہی کہ اگر
نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھہ آپ ہی کے ساتھہ مخصوص نہوتا تو آپ مقام اختصاص مین لون
نفرماتے علاوہ برین حضرات صوفیہ کرام کی یہہ تحقیق کہ مربی روح محمدی صلعم تعین اول یعنی
صفت علم ہی اور یہی اسکی موید ظاہر ہی کہ شاعر کی تربیت سی شعر آویگا اور طبیب کی تربیت سی فن
طب محدث کی تربیت دربارہ حدیث مفید ہوگی فقیہ کی دربارہ فقہ سو جسکی مربی صفۃ العلم ہو
جو علم مطلق ہی مثل ابصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہین تو لاجرم فرد تربیت یافتہ اُسکا

ذات پاک محمدی صلعم بھی علم مطلق مین صاحب کمال ہوگی اور ظاہر ہی کہ مطلق مین تمام خصص
خاصہ جو مقیدات مین ہوتی ہین مندرج ہوتے ہین سو یہہ بعینہ مضمون علمت علم الاولین الخ
اور یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہی اور نظر
ضرورت ہر وقت قبضہ مین رہتا ہی مثل عنایات خاصہ گہ و بیگاہ کا قبضہ نہین ہوتا ہمارے
حضرت صلعم کو قرآن ملا جو تبیانًا لکل شیٔ ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ اِس فن مین یکتا ہین کیونکہ ہر
شخص کا اعجاز اوسی فن مین متصور ہی جس فن مین اور اوسکی شریک نہون اور وہ اوسمین
یکتا ہو مثلا خوشنویس کے سامنے اگر اور عاجز ہوتے ہین تو اچھے خوشنویس قلعہ کے لکھنے ہی
مین عاجز ہوتی ہیں اور فنون مین عاجز نہین سمجھے جاتے بالجملہ رسول اللہ صلعم وصف نبوت
مین موصوف بالذات ہین اور سوا آپکے اور انبیاء موصوف بالعرض اس صورۃ مین اگر
رسول اللہ صلعم کو اول یا اوسط مین رکھتے تو انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا
تو اعلے کا ادنے سے منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرماتے ہین ما ننسخ من آیۃ او
ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا اور کیون نہو یون نہو تو اعطاء دین منجملہ رحمت نرہی آثار غضب مین
سے ہو جاے ہان اگر یہہ بات متصور ہوتی کہ اعلے درجہ کے علماء کے علوم ادنے درجہ کے
علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہین تو مضائقہ بھی نتہا پر سب جانتے ہین کہ
کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتب علوم پر موقوف ہی یہہ نہین تو وہ بھی نہین اور
انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف نہوتا تو یہہ بات تو ضرور ہی کہ انبیاء متاخر پر وحی آتی
اور افاضہ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی سو اس صورت مین اگر وہی علوم محمدی
ہوتے تو بعد وعدہ محکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے جو نسبت اِس کتاب
کے کہ جسکو قرآن کہتی اور بشہادت آیہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ جامع العلوم

ہی یا ضرورت تھی اسلئے اگر علوم انبیاء و متاخر علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب
تبیانا لکل شیء ہونا غلط ہو جاتا بالجملہ جیسے ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب
جامع چاہیئے تھی تاکہ علو مراتب نبوت جو لازم علو مراتب علمی ہی چنانچہ معروض ہو چکا
میسر آئے ورنہ یہہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسے
ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہی چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار
کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہی یہی ہی کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہی زمانہ نبوت
نہین اور ظاہر ہی کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی
یعنی نبوت بالعرض ہان اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے
عام لے لیجئے تو پھر دونو طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلعم
خاتمیت مرتبی ہی نہ زمانی اور مجھسے پوچھئے تو میرے خیال ناقص مین تو وہ بات ہی کہ سامع
منصف انشاء اللہ انکار ہی نکر سکے سو وہ یہہ ہی کہ تقدم و تاخر زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی
یہہ تینون گو عین ہین باقی مفہوم تقدم و تاخر ان تینون کے حق مین جنس اور ظاہر ہی کہ
مثل چشم و چشمہ و ذات وغیرہ معانی لفظ عین ان تینون مین یون بعید نہین جو مثل
لفظ عین لفظ تقدم و تاخر و اختتام کو جو تاخر کے آثار مین سے ہی بنسبت انواع مذکورہ
مشترک کہئے جنس نکہئے مگر انمین سے اول و آخر زمانی ہو تبھی تو متشخص ہوتا ہی یعنی اول آخر اور
آخر اول نہین ہو سکتا البتہ تقدم و تاخر زمانی کے لئے کسی مصحح کی ضرورت پڑتی ہی جس سے
اول و آخر معلوم ہو جاوے جیسے صفوف مسجد کے لئے قبلہ اور دیوار قبلہ ورنہ یہان وہی
طرح سے لیجئے تو قضیہ منعکس ہو جائیگا جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ ذوات انبیاء علیہم السلام
تو بذات خود اس قابل ہی نہین کہ انمین تقدم و تاخر کی گنجایش ملے ہان بواسطہ زمان و مکان

در مراتب البتہ مقدم و موخر کہہ سکتی ہین بہر حال حذف مضاف کی ضرورت ہوگی سو لفظ
زمان کی جا پر اگر موصوف و تاخر بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جاے تو بہتر ہی بلکہ
ضرور ہی کیونکہ حذف نے قرینہ واله علے المحذوف الخاص دلائل تعمیم مین سے ہی
یہی وجہ ہی کہ للہ الامر من قبل و من بعد اور اللہ اکبر مین کل شی یا من کل شی محذوف
سمجھا جاتا ہی بہر حال مؤنتہ دونو صورتین برابر لفظ زمان ہو یا کوئی مفہوم عام پر تخصیص
زمان ہی کیا ہی اسصورتین ہر نوع مین مفہوم خاتمیت جدی طرح ظہور کریگا جیسے آیہ
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ مین مفہوم رجس
جنس عام ہی کہ اسکی لئی خمر جدی نوع ہی اور میسر وغیرہ جدی وہان رجس نے اور طرح
ظہور کیا یہان اور طرح یعنی خمر مین نجاست ظاہری بھی ظاہر ہوئی انواع باقیہ مین
فقط نجاست باطنی ہی رہی سو جیسی علت اختلاف ظہور مذکور یہہ ہوئی کہ یہان فعل شرب
شراب کے باعث ممنوع ہوا اسلیئے پانی وغیرہ کا پینا ممنوع نہین تو یہان تو رجس صفت
اصلی جسم شراب کی ہوگی اور میسر وغیرہ مین اشیاء معلومہ اعمال کے باعث بری ہوئین
کیونکہ اشیاء معلومہ آلات افعال معلومہ ہین اسلئی رجس صفت اصلی افعال کی ہوگی سو انکی
ناپاکی وہی نجاست باطنی مگر جیسی افعال اور شراب مین فرق ہی اور پہر وصف رجس مین متحد
ایسی ہی یہان قصہ ہی بلکہ یہان تمیز ان نوعون کا موصوف بتقدم و تاخر ہونا ایسا ظاہر ہی
جیسا شراب کا موصوف برجس ہونا مثل اتصاف افعال برجس خفا یا احتمال تجوز نہین سو
اگر یہان خاتم مثل رجس جنس عام رکہا جاے تو بدرجہ اولے قابل قبول ہی اسمین خاتمیت
زمانی اور مرتبی کو تو ضرور تعیین مبدا تقدم نہین ہان مکانی مین ہی سو بقیاس تاخر مرتبی یہان
بہہ نیچے سی شروع سمجھا جائیگا اور زمین علیا اختتام ہوگا سو اگر اطلاق اور عموم ہی تب تو ثبوت

خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادہر تصریحات
نبوی مثل اَنتَ مِنّی بمنزلۃِ ہارونَ مِن موسیٰ اِلّا انہ لا نبیَّ بعدِی او کما قال جو بظاہر بطرز
مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اسباب مین کافی کیونکہ یہہ مضمون درجہ تواتر کو
پونہچ گیا ہے پہر اسپر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہون سو
یہہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہان ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات
فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث تعداد رکعات متواتر نہین جیسا اسکا منکر
کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکہئے کہ اِسصورت مین عطف بین الجملتین اور استدراک
اور استثنار مذکور بھی بغایت درجہ چسپان نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے
اور خاتمیت زمانی بھی ہاتہہ سے نہین جاتی اور نیز اسصورت مین جیسے قرارت خاتم بکسر التار چسپان ہے ایسے ہی قرارت
خاتم بفتح التار بہی بنہایت درجہ بی تکلف موزون ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التار کا اثر اور نقش مختوم علیہ مین
ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض مین ہوتا ہے حاصل مطلب آیہ کریمہ اِسصورتمین یہہ ہوگا کہ ابوت معروفہ
تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہین پر ابوۃ معنوی امتیونکی نسبت بہی حاصل ہے اور انبیار کی نسبت
بھی حاصل ہے انبیار کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف
بالذات کے فرع ہوتے ہین موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اُسکی نسل اور ظاہر ہے کہ والد
کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہین کہ یہہ اُس سے پیدا ہوتے ہین وہ فاعل ہوتا ہے چنانچہ
والد کا اسم فاعل ہونا اسپر شاہد ہے اور یہہ مفعول ہوتے ہین چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی
دلیل ہے سو جب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیار باقی موصوف بالعرض
تو یہہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی ہین اور انبیار باقی آپکے حق مین بمنزلہ اولاد معنوی
اور امتیونکی نسبت لفظ رسول اللہ مین غور کیجے تو یہہ بات واضح ہے پر آیۃ النبیُّ اَولیٰ بالمُومنینَ ملانے کے بعد ثابت

ہی محمد رسول اللہ صلعم کو عنصری بنائی ہو اور النبی اولی بالمومنین کی کبری دیکھیے یعنی نتیجہ نکلتا ہی
یا نہیں صورت اسکی یہہ ہے کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کو بعد لحاظ صغری من انفسہم کے
دیکھیے تو یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھہ وہ قرب حاصل
ہے کہ اونکی جانونکو بھی اونکے ساتھہ حاصل نہیں کیونکہ اولی بمعنی اقرب ہی اور اگر بمعنی
احب یا اولی بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف
کے لئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا دلیل اول یعنی یہہ بات سنئے کہ ایسی اقربیت
جو اپنی حقیقت سے بھی زیادہ ہو بجز موصوف بالذات کے کہ موصوف بالعرض یا وصف عارض
کی نسبت ہوتا ہی اور کسیکو کسیکے ساتھہ حاصل نہیں کیونکہ ربط افاضہ اگر مین الشیئین نہین تب
تو باعتبار اصل حقیقت استشیاء اور متباین ہوگا اگرچہ دونو ایک موصوف مین اتفاقا مجتمع
ہون اتنا قرب کجا اور اگر ربط افاضہ بین الشیئین ہی یعنے ایک موصوف بالذات اور دوسرا
موصوف بالعرض ہی تو لاجرم موصوف بالعرض کے ساتھہ بحیثیت وصف عارض اوجود
وصف عارض محتاج موصوف بالذات ہوتے ہین سو وصف عارض کو جو کچھہ تشخص حاصل
ہوتا ہی بعد تحقق حاصل ہوتا ہی اور علی ہذا القیاس ادراک تشخص بھی بعد ادراک اصل وجود
ہوتا ہی چنانچہ دور سے کسیکو دیکھیے تو ایک موجود مبہم ہوتا ہی جسکا انطباق ہزارون حیوانات آدمی
پر متصور ہی پر جون جون قریب آتا جاتا ہی وہ ابہام مرتفع ہوتا جاتا ہی اور تمیز جو ادراک
تشخصات پر موقوف ہی حاصل ہوتی جاتی ہی سو حسب حالت بعد مین یہہ حال ہی تو حالت
قرب مین تو اس امر مبہم کو اور بھی وضاحت ہو جائیگی جسکی وجہ سے تقدم علی ادراک
التشخصات ضرور تر ہی علاوہ برین معلوم ہونا خود ایک وصف وجودی ہی اور معلومات
کا معلوم ہونا ضروری ہی جسکے معنی قطع نظر تقلید سے کر کے انصاف سے دیکھیے تو یہہ معلوم ہوتے ہین

کہ اذا خصہ وجود ذہنی عالم کیطرف نسبی ویسیہی ہی اور وہ نور علم جو ذات عالم کے ساتھ
ایسی طرح قائم ہی جیسی آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھہ اوسکو ایسی طرح محیط ہوجاتا ہے
جیسی نور مذکور اشیاء مستنیر کو اور ظاہر ہے کہ عالم کو اگر ادراک معلومات ہوگا تو وہ ایسا
ہی ہوگا جیسی فرض کرو آفتاب کو انوار خاصہ در و دیوار کا علم جنکو ہم دہوپ کہتے ہین سو
اوسمین سی نور مطلق جیسی صفت آفتاب ہی اور تثلیث اور تربیع وغیرہ تقطیعات دہوپ جو
صحن خانون وغیرہ کیطرف سی لاحق ہوتے ہین اصل مین صفت صحن خانہا وغیرہ اور اسوجہ
سے درصورت علم مفروض جو آفتاب کو حاصل ہوگا علم نور مطلق بایں وجہ کہ اپنی صفت ہی جو
علم تقطیعات سی جو اونکی صفت ہی مقدم ہوگا ایسی ہی نور علم مذکور صفت عالم ہی اور
تشخصات معلومات صفات معلومات اور اسوجہ سے علم صفت خود جو عین علم ہی علم تشخصات سی مقدم ہوگا
اور ظاہر ہی کہ نور ذات خود منور ہی اور یہہ تشخصات اور تعینات جو حقیقت مین حقیقت معلوم
ہین کیونکہ مسمی زید و عمرو وغیرہ یہہ خصوصیات خاصہ ہین جنکی وجہ سی باہم تباین ہے
نہ وہ امر مشترک جسکو حقیقت انسانی کہئی منور بالعرض سو اس حرکت علم مین جب نور مطلق
اول آیا اور حقیقت مذکورہ دوسری بار تو درصورتیکہ مقصود بالعلم وہ حقائق ہی ہوویں
اور طالب علم خود صاحب حقیقت تو یون کہنا پڑیگا کہ موصوف بالذات بہ نسبت موصوف
بالعرض سی اوسکی حقیقت کی نسبت بہی زیادہ قریب ہی کیونکہ قرب بعید کے دریافت کے
لئی کمی بیشی فاصلہ ضرور ہی اور فاصلہ کے کم ہونے کی یہہ علامت ہی کہ اودہر کو حرکت
کیجے تو زیادہ فاصلہ کی چیز سی پہلے آئی سو دیکھہ لیجے حرکت فکری مین اول دلیل آتی ہی
پہر مدلول اسلئی استدلال لمی مین بایں وجہ کہ دلیل جو حقیقت مین علت ہوتی ہی اول علت
آئیگی اور مطلوب بعد مین اسصورت مین دلیل اعنی علت کو مطلوب سے بہ نسبت مطلوب کے بہی

زیادہ قرب ہوگا مگر یہہ قرب بہ نسبت معلول کے سوا علت اور کسیکو نصیب نہین کیونکہ اگر
مین انفصال ہی گو اتصال ہو تو جہان یہہ قرب ہوگا وہی علیت معلولیت ہوگی اور وقت استدلال
اگر خود معلول ہی اپنے ادراک کیطرف متوجہ ہوا ور مستدل باستدلال لمی ہو تو یہہ بات صاف
روشن ہو جائیگی کہ طالب کی ذات سے اوسکی علت قریب ہی سو اگر مومنین کو اپنی حقیقت کا ادراک
مطلوب ہوگا تو بے شک اول رسول اللہ صلعم اس حرکت فکری مین آئینگی پہر انکی حقیقت باقی
رہی دلیل انی وہ حقیقت مین دلیل ہی نہین ہوتی بلکہ استدلال انی کے لئے ضرور ہی کہ اول
استدلال لمی ہولی اگر آفتاب کو علت نور نہ سمجہین تو پہر نور سے وجود آفتاب پر استدلال
ممکن نہین اور یہہ سمجہنا کہ یہہ علت ہی اور وہ معلول یہی استدلال لمی ہی استدلال لمی
مین سوا اسکی اور کیا ہوتا ہی الغرض وجود ذہنی معلول ہی علت کی وجود ذہنی پر ایسی طرح موقوف
ہی جیسی اسکا وجود خارجی اسکی وجود خارجی پر باقی استدلال انی مین علم تازہ نہین ہوتا علم
سابق کا استحضار ہوتا ہی اور ظاہر ہے کہ علت اپنی معلول مین بہ نسبت اسکی حقیقت کے
جو تعینات اور تشخصات ہین اور منجملہ لواحق اور توابع اور محتاج سے فی التحقق اولی بالتصرف
ہی سے علی ہذا القیاس معلول کو اگر قابل محبت ہی جو محبت اپنی علت سے ہوگی جو اوسکی اصل ہے
اور اسیکا پرتوہ اوسمین ہی چنانچہ مثال نور آفتاب سے ظاہر ہی وہ محبت تعینات سے
کاہیکو ہوگی جو لواحق ہین اور باہم اتفاقی ملاقات ہوگئی ہی اسصورتمین علت کو بہ نسبت
اوسکے معلول کے اگر احب الیہ من نفسہ کہا جاے تو بجا ہی غرض اولے بمعنی اقرب
ان دونون معنون کو مستلزم ہی اور یہہ دونون اوسکی منافی نہین بلکہ اوسکے تحقق
پر ایسی طرح دال ہین جیسی نور آفتاب طلوع آفتاب پر دلالت کرتا ہی سو جیسی طلوع آفتاب
وجود نور پر مقدم ہی ایسی ہی تحقق اولویت بمعنی اقربیت تحقق اولویت بالتصرف اور

لو بیت بمعنی ابیت پر مقدم ہوگی غرض اقربیت مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلعم امت
مرحومہ ہونا بایںطور کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومۃ من انفسہم ہون ضرور ہی اور یہہ بھی
اسکے منافی نہین کہ آپ علت ہون اور امت مرحومہ اعنی مومنین معلول اور ظاہر ہی کہ معلول
مین جو کچھہ ہوتا ہی فیض علت اور عطار علت ہوتا ہی اسلیئے اوسکی لیئے صیغہ مفعول
تجویز کیا گیا اسصورت مین علت مین ضرور ہی کہ وہ فیض ذاتی ہو ورنہ وہان بہی عرضی ہو
تو کوئی اور ہی مفیض حقیقی ہوگا کیونکہ یہہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ وصف عرضی خود بخود
ہو جاے کوئی موصوف بالذات ضرور ہی سو وہی ہمارے نزدیک علت اصلی ہی الغرض لفظ
رسول اللہ جو مترادف نبی اللہ یا متضمن معنی نبی اللہ کو ہی جب صغری بنائیے تو بوجہ اجتماع
شرائط ضروریہ جو شکل اول مین ہونی چاہئیین یہہ نتیجہ نکلیگا کہ محمد اولے بالمومنین
من انفسہم اور یہہ بات اسباتکو مستلزم ہی کہ وصف ایمانی آپ مین بالذات ہو اور
مومنین مین بالعرض آپ اس امر مین مومنین کے حق مین والد معنوی ہین یعنی اورون
کا ایمان آپکے ایمان سے پیدا ہوا ہی آپ کا ایمان اورون کے ایمان کی اصل ہے
اور اونکا ایمان آپکے ایمان کی نسل اس تقریر پر وجہ عطف مذکور اور اسقدر ایک سطور
خوب واضح ہوگئی اسلیئے اسمضمونکو یہین ختم کرتا ہون اگرچہ خوبی مزید توضیح اس بات کی
مقتضی تھی کہ مثل علم ایمان بہی ایک وصف فطری ہوتا اور یہہ بات کہ ایمان کمالات نبی مین
سے ہی پر علم پر موقوف اور نبوت کمالات علمی مین سے ہی پر عمل کو مستلزم اور نیز یہہ
امر کہ انبیاء کس بات مین آپ کے ساتھہ علاقہ مولودیت رکھتے ہین اور امت کس باتمین
اور پہر کیون لفظ مشیر تولد مومنین کو لفظ مشیر تولد انبیا سے مقدم رکھا یہہ باتین بیان
کرتا اور حسب فہم موجہ کرجاتا پر باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کرکے عرض پرداز

کیونکہ اطلاق خاتم اسبات کا مقتضی ہی کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم
ہوتا ہی جیسی انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت مین حسب تقریر مسطور اس لفظ سی آپ کی
طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہی اور آپ کا اس وصف مین کسیکی طرف محتاج ہونا
اسمین انبیاء گذشتہ ہون یا کوئی اور اسیطرح اگر فرض کیجی آپکے زمانہ مین بھی اس زمین
مین یا کسی اور زمین مین یا آسمان مین کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت مین آپ
ہی کا محتاج ہوگا اور اوسکا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختتم ہوگا اور کیون نہو
عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہی جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا
چلے غرض اختتام اگر با این معنی تجویز کیا جاوے جو مین نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ
ہی کی نسبت خاص نہوگا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانہ مین بھی کہین اور کوئی نبی ہو جب بھی
آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہی مگر جیسی اطلاق خاتم النبیین اسبات کو مقتضی
ہی کہ اس لفظ مین کچھ تاویل نکیجے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے اسیطرح اطلاق
لفظ مثلہن جو آیہ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر
بینہن مین واقع ہی اسبات کو مقتضی ہی کہ سوا تباین ذاتی ارض وسما جو لفظ سموات
اور [illegible]ن سی مفہوم ہی اور ان دونو لفظون کا ذکر کرنا اسباب مین بمنزلہ
استثناء ہی اور نیز علاوہ اس تباین کے جسکی وجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف متاسبات
ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہون یا بمفارق بین السماء والارض متصور ہی در باالالتزام
مستثنے ہی بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سوا اسمین سی
مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق وتحت ہونے مین مماثلت تو اوسی
حدیث مرفوع سی معلوم ہوتی ہی جس سی تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہی اور حساب

مشکوۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق مین اسکو ذکر کیا ہی اور ترمذی نے
کتاب التفسیر مین سورہ حدید کی تفسیر مین روایت کیا ہی وہ حدیث یہہ ہی وعن ابی ہریرۃ قال بینما نبی اللہ صلعم
جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلعم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم
قال ہذہ العنان ہذہ روایا الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم
قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون
ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمسمایۃ عام ثم قال ہل تدرون
ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمایۃ سنۃ ثم قال کذلک
حتی عد سبع سموات ما بین کل سمائین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک
قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین
ثم قال ہل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ہل تدرون
ما تحت ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمسمایۃ سنۃ
حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمایۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ
لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن وہو بکل شیء علیم رواہ احمد والترمذی انتہی اس حدیث سے علاوہ اسکے ز[illegible]ب
مین اوپر ہی سات زمینون کا ہونا اور وہ بھی نیچے اوپر ہونا اور ہر ایک زمین سے دوسری
زمین تک ساتون زمینون مین پانچ پانچ سو برسکی راہ کا فاصلہ ہونا تصریح ثابت ہے
غرض یہہ تین مماثلتین تو اسی حدیث سے تصریح معلوم ہوگئی جسکے معلوم ہونے سے یہہ خیال
کہ بعد منہائی تباین مذکور کے اور سب باتون مین بشہادت اطلاق و عموم کلام ربانی مماثلت
مراد ہی اور بھی قوی ہوگیا اور کیون نہو اول تو مثلہن بھی اسی کلام اللہ مین جسمین بلفظ

خاتم النبیین جسکی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آجتک ائمہ دین مین سے
ہمین کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا تورات و انجیل یا کسی پنڈت کی
پوتھی مین نہین جو احتمال تحریف و افترا ہو پہر تسپر حدیث مذکور اسقدر مصدق خیال مذکور علاوہ
برین مقابل کعبہ ارض آسمان مین بیت معمور کا ہونا اور پہر باین نظر کہ مقابل کعبہ اوپر کہین تک جاؤ
اور نیچے تحت الثری تک تو کعبہ ہی ہی خیال مماثلت کو اور دوچند مستحکم کر دیتا ہی بالجملہ
اطلاق مماثلت مین مزید رفعت مراتب نبوی صلعم یہانتک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم نکیجے تو
رسول اللہ صلعم کی عظمت اور رفعت کے سات حصونمین سے کل ایک ہی باقی رہجاتا ہی اور چھہ حصے
عظمت کم ہو جاے چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی یہہ مراحل ہوا چاہتا ہی خیر اصل مطلب یہہ ہے جب یہہ
بات ثابت ہوئی کہ سات آسمان ہین اور وہ بھی اوپر نیچے کیف ما اتفق دائین بائین آگے پیچھے
واقع نہین اور پہر انمین پانچ پانچ سو برس کا فاصلہ نکلا اور اسیطرح زمینونکا حال ہوا تو یہہ
بھی یقینی سمجھنا چاہئیے کہ جیسے ساتون آسمانونمین آبادی ہی اور پہر اوپر کے آسمان والے
نیچے کے آسمان والونپر حاکم ایسے ہی ساتون زمینین بھی آباد ہونگی اور اوپر کی زمین والے
نیچے کی زمین والونپر حاکم ہونگے دلیل حکومت اہل سموات فوقانی اول تو یہہ حدیث ترمذی کی
ہی قال الترمذی فی ابواب التفسیر فی تفسیر سورۃ سبا حدثنا نصر بن علی الجہضمی ثنا عبد الاعلی
ثنا معمر عن الزہری عن علی بن حسین عن ابن عباس قال بینا رسول اللہ صلعم جالس فی نفر من
اصحابہ اذ رمی بنجم فاستنار فقال رسول اللہ صلعم ما کنتم تقولون لمثل ہذا فی الجاہلیۃ اذا رأیتموہ
قالوا کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم فقال رسول اللہ صلعم فانہ لا یرمی بہ لموت احد ولا
لحیوتہ ولکن ربنا تبارک اسمہ وتعالی اذا قضی امرا سبح حملۃ العرش ثم سبح اہل السماء الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم حتی یبلغ التسبیح الی ہذہ السماء ثم سأل اہل السماء السادسۃ اہل السماء السابعۃ

اذا قال ربکم قال فیخبرونهم ثم یستخبر اہل السماء حتی یبلغ الخبر اہل السماء الدنیا وتختطف الشیاطین السمع فیرمون فیقذفونه الی اولیائهم فما جاؤا به علی وجهه فهو حق ولکنهم یحرفونه ویزیدون هذا حدیث حسن صحیح اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ حکم خداوندی ملائکہ کی نسبت جو کچھہ ہوتا ہے وہ اس ترتیب سے نیچے پونہچتا ہے سو یہہ بات بعینہ ایسی ہی جیسی حکم بادشاہی جو کچھہ ملازمان ماتحت کی نسبت ہوتا ہے اون سے اوپر کے ملازموں کیواسطے اُن تک پونہچتا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے اور نیز مقتضای حدیث دیگر بھی یہی ہے جو شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے تفسیر عزیزی سورہ بقر مین بذیل تفسیر آیہ ثم استوی الی السماء فسوٰهن سبع سمٰوات روایت کی ہے چنانچہ فرماتے ہین وابن المنذر از ابن عباس روایت کردہ است کہ سید السموات السماء التی فیها العرش وسید الارضین التی انتم علیها اس حدیث سے ایک تو مماثلت زائدہ معلوم ہوئی یعنی جیسے وہان اوپر کا آسمان افضل ہے کیونکہ عرش اوسمین ہے یعنے اُس سے متصل ہے یہان اوپر کی زمین یعنی یہہ زمین افضل ہے دوسری بدلالت التزامی یہہ ثابت ہوا کہ اوپر کے آسمان والے نیچے والون پر حاکم ہون کیونکہ افضلیت سموات ظاہر ہے کہ باعتبار افضلیت سکان ہے سو نوع واحد مین افضلیت اسبات کو مقتضی ہے کہ فرد افضل واکمل موصوف بالذات ہو کیونکہ موصوف بالذات کی طرف سے تو نوع واحد مین تفاوت افراد ممکن نہین اسلئے کہ وہ ایک ہوتا ہے اور جہان وہ نظر آتے ہین بایننظر کہ نوع واحد مین تعدد ترکیب کو مقتضی ہے تاکہ اتحاد امر مشترک کیطرف راجع ہو اور تبائن امور متباینہ کیطرف پھر انجام کار وحدت لازم آجاتی ہے اسصورتمین لاجرم یہہ اختلاف وتفاوت معروض اور قابل کیطرف سے

ہوگا کیونکہ حوادث ہین جتنے اختلاف ہین وہ انہین دو کیطرف یا انکی متممات کیطرف جیسے
آلات و شرائط ہین منسوب ہوتی ہین بوجہ تنگی مقام زیادہ شرح سے معذور ہون با اینہمہ اہل
فہم کیواسطے یہہ مضامین معروض ہوتے ہین اونکو اتنا بھی کافی ہی الغرض یہہ اختلاف و تفاوت
معروضات کیجانب ہوگا مگر ظاہر ہے کہ اس صورت مین فرد اکمل وہ واسطہ فے العروض ہوگا جو
اپنے معروضات کے حق مین موصوف بالذات ہوتا ہی اگرچہ کسی اور کی نسبت وہ بھی معروض ہو
جیسے آئینہ وقت نور افشانی در و دیوار اگر در و دیوار کی نسبت واسطہ فی العروض اور موصوف
بالذات ہی تو آفتاب کی نسبت خود معروض ہی سو ایسے ہی امور مبحوث عنہا مین سمجھیے دوسرے
بحکم عدل افضلیت بالضرور سببات کو مقتضی ہی کہ جو افضل ہو وہ باقیون پر حاکم ہو علاوہ برین
حسن انتظام خداوندی جو ہر نوع مین نمایان ہی اسبات کو مقتضی ہی کہ جیسے افراد کا سلسلہ
نوع پر اور انواع کا سلسلہ جنس پر ختم ہوتا ہی اور اسوجہ سے جنس کے احکام و آثار انواع مین اور انواع
کے احکام و آثار افراد مین جاری و ساری ہین یہہ استقلال جو ہر فرد ذوی العقول مین گونہ
نمایان ہی اور اسوجہ سے وہ انتظام جو انکے متحد ہو جانے اور انکے اجتماع پر موقوف
ہی باطل ہو جاتا ہی کسی ایک آدمی سے کے متعلق کرکے اسکو مستقل اعظم قرار دیا جاے جسکے
سا[illegible] استقلال افرادی والے محتاج نظر آئین سو اسیکا نام حکومت ہی بلکہ وجہ
تکثر افراد کی غور سے کیجاے تو وہ عروض ہی کیونکہ اگر کلی کو معروضات کے ساتھہ عروض
نہو تو یہہ تعدد افراد ہرگز ظاہر نہو اور اسصورت مین مناسب یون ہی کہ موصوف بالذات معروض
پر بشرطیکہ قابلیت حکومت و محکومیت رکھتے ہون حاکم ہو تاکہ متبوعیت باطنی در صورت متبوعیت
ظاہری منجملہ وضع الشی فی محلہ سمجھی جاے پھر یہہ فوقیت و تحتیت باوجود اتحاد نوعی بحکم
دا[illegible] حکمت اس بات کو مقتضی ہی کہ جیسے فرد تنزل نوعی اور نوع تنزل جنسی ہوتا ہی

اسیطرح ارواح ملائکہ سافل تنزل ارواح ملائکہ عالی ہوون تو بہت مناسب ہی تاکہ بیچ تکثر اور
فوقیت و تحتیت دونون صحیح ہوون اسلئی کہ تنزل مرتبہ بھی مثل تکثر بجز عروض ممکن نہین چنانچہ
افراد کی تنزل نوعی ہونے سی اور انواع کے تنزل جنسی ہونے سی یہہ بات ظاہر ہی کہ تنزل و
تکثر متلازم ہین اور عروض پر موقوف اور عروض کا قصہ آپ سن ہی چکے ہین کہ موصوف
بالذات موصوف بالعرض پر جیسی باعتبار ظہور و نفوذ احکام بمعنی آثار حاکم ہوتا ہی ایسی ہی
باعتبار حکومت بھی حاکم ہونا چاہئی اسصورت مین کیفیت حال یہہ ہوگی کہ ارواح سافلہ جو
مرتبہ تکثر مین پیدا ہوئی ہین اور درجہ مین بھی نیچے ہین ارواح صغیرہ و حقیرہ ہوون اور ارواح
عالیہ جو درجہ مین عالی اور وحدت اور مبدا کی جانب ہین ارواح عظیمہ و کبیرہ ہوون غرض
جب مجموعہ حصص کو لیجئی تو ایک روح اعظم مثل اب النوع ہو اور جدی جدی حصی کر لیجئے تو
روح صغیرہ پیدا ہو سو جب مرتبہ صغیر مین روحانیت ہی چنانچہ افراد کے ملاحظہ سی ظاہر ہی
تو مرتبہ عظمت مین روحانیت کیون نہوگی کیونکہ وصف ذاتی حالت اجتماع حصص مین تو اور
بھی زیادہ قوی ہوتا ہی سو یہہ اجتماع حصص اگر ہوتا ہی تو موصوف بالذات ہی مین ہوتا ہی
معروض مین نہین ہوتا کسی صحن مین پورا نور نہین البتہ آفتاب مین سب حصی فراہم ہین اسلئی مراتب
فوقانی مین ارواح عظیمہ ہونگی اور مراتب تحتانی مین ارواح صغیرہ اور اسی [illegible] و
تحت خارجی و ظاہری بھی ملحوظ رہنا چاہئی تاکہ ظاہر و باطن متناسب رہین بالجملہ وحدت کو
بلکہ افرادی اور پہر فرق فوق و تحت باعتبار قانون عدل و حکمت اگر درست ہو سکتا ہی تو
یون ہو سکتا ہی جس طرح سی عرض کیا کہ ارواح عالیہ ارواح سافلہ کے لئی موصوف بالذات
ہوون اور افضلترین ملائکہ فلک ہفتم کوئی ایک ملک ہو جسکی روح منبع ارواح ملائکہ باقیہ فلک
ہفتم بھی ہو اور منبع روح فرد افضلترین ملائکہ فلک ششم بھی ہو کہ پہر اوسکی روح منبع ارواح

باقیہ فلک ششم اور فرد اکمل ملائکہ فلک پنجم علیٰ ہذا القیاس اور فرد اکمل ملائکہ فلک ہفتم کا ایکہ
باقیہ فلک ہفتم کے لئے بھی منبع ہونا اور فرد اکمل ملائکہ فلک ششم کے لئے بھی منبع ہونا اور
پھر اوپر کا اوپر ہونا اور فقط تابع ہونا اور اسکا نیچے ہونا اور متبوع و منبع ملائکہ باقیہ فلک ششم
بھی ہونا ایسا ہو جیسے آفتاب کا بنسبت آئینہ واقعہ نفس الصحن اور بنسبت دھوپ سقف منبع
ہونا ظاہر ہے کہ دھوپ اوپر ہی مگر چونکہ منبع النور نہیں فقط تابع ہی ہی متبوع نہیں اور آئینہ
منور باین نظر کہ در و دیوار کے حق میں منبع النور بھی ہوگیا ہی تو اونکے حق میں متبوع بھی
ہے مگر یہی صورت اسوقت باہم زمینوں کی بھی ہوگی ساتوں کی ساتوں آباد بھی ہونگی اور اوپر
کی زمین کی فرد اکمل یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی روح پاک جیسے ارواح انبیاء و مومنین کے
لئے منبع ہوگی ایسی ہی فرد اکمل زمین ثانی کے لئے بھی منبع ہوگی اور اوسکی روح پاک باقی
اس زمین کے سکان کے لئے بھی منبع ہوگی اور فرد اکمل زمین سوم کے لئے بھی منبع ہوگی
علیٰ ہذا القیاس نیچے کی زمین تک خیال کرلو اور اس تقریر سے یہ بھی مرتفع ہوگیا کہ
یہاں کا ہر ہر فرد حاکم و متبوع ہو اور اراضی ماتحت کے افراد مقابلہ و متناظرہ اپنے اپنے
نظائر کے تابع بلکہ فقط فرد اکمل کا متبوع ہونا اور ارض سافل کے فرد اکمل کا اس
زمین کی اول تابع ہونا اور اوس کے سبب افراد باقیہ کا تابع ہونا سمجھا جاتا
ہے مثال مطلوب ہے تو اول آفتاب اور آئینہ کے حال پر غور کیجئے اوپر کی دھوپین
اُن دھوپوں کی اصل نہیں جو آئینہ صحن سے پیدا ہوئی ہیں دوسری دیکھئے لاٹ لفٹنٹ پر
مثلاً حاکم پر اوسکی اردلی کے لوگ اسکی اردلی کے حاکم نہیں البتہ لاٹ بواسطہ لفٹنٹ اونپر
بھی حاکم ہے جیسے آفتاب بواسطہ آئینہ نیچے کی دھوپوں کا بھی مخدوم تھا اس تقدیر پر نیچے
کی زمین سے سلسلہ نبوت شروع ہوگا اور رسول اللہ صلعم کے اوپر وہ سلسلہ ختم ہوگا

جیسے یہانکی نبوت کا سلسلہ بھی آپ ہی پر ختم ہوتا ہی اتنا فرق ہی کہ یہان انبیاء باقیہ
مین باہم نسبت حکومت ومحکومی محض باشارہ عقلی نہین نکال سکتی اور نیچے کی زمین سے جو
سلسلہ شروع ہوا ہی اوسمین باشارہ عقلی ہم کہہ سکتے ہین کہ دوسری زمین والے تیسری
زمین والونپر حاکم ہین اور تیسری زمین والے چوتھی زمین والونپر علے ہذا القیاس سو اس فرق
کی تصحیح اگر مثال سے منظور ہی تو سنئے کہ بادشاہ کو لاٹ پر اور لاٹ کو لفٹنٹ پر حاکم تو فقط
اتنی ہی بات کے بہروسے کہہ سکتے ہین کہ ہمکو ان مراتب کا باہم فوق وتحت ہونا معلوم ہے
پر لاٹ یا لفٹنٹ کے محکمہ اور عملہ مین یہہ حکم برابر جاری نہین کرسکتے غرض ایک سلسلہ
نبوت تو فوق وتحت مین واقع ہی اور باعتبار فرق مراتب مکانی اوسکے فرق مراتب کیطرف
اشارہ کیا گیا ہی اور ایک سلسلہ نبوت ماضی ومستقبل مین واقع ہی اور باعتبار فرق مراتب
زمانی اوسکی فرق مراتب کیطرف اطلاع کی گئی شرح اسکی یہہ ہے کہ اہل فہم پر روشن ہی کہ
زمانہ ایک حرکت ارادۂ خداوندی ہی اور یہی وجہ ہی کہ محققین صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ
تجدد امثال کے قائل ہوئے کیونکہ حرکت مین مقولہ حرکت کا ایک فرد ہر آن مین جدا متحرک
کو عارض ہوتا ہی والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور یہی وجہ ہی کہ زمانہ مقدار حرکت ہی کیونکہ
مقدار ہونے کے لئے تماثل اور تجانس ضرور ہی خط کے لئے مقدار خط ہی ہوسکتا ہی اور
سطح کے لئے مقدار سطح اور جسم کے لئے مقدار جسم یعنے وہ چیز جس سے کمی بیشی مساوات
معلوم ہو وہ ہم جنس ہی ہوتی ہی یہی وجہ ہی کہ خط کو سطح سے نہین ناپ سکتے اور اگر ناپ
بھی لیتے ہین تو اوسکی ایک بعد سے جو از قسم خط ہی ہوتا ہی علے ہذا القیاس اگر جسم کو
سطح یا خط سے ناپین تو اوسکو بھی ایسا ہی سمجھو بہر حال زمانہ ایک امتداد حرکت ارادہ
خداوندی ہی اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو انشاء اللہ ہم بحث کو وا انکشاف کر دکھلاتے پر

کیا کیجیو ذکر استطرادی بھی تو ضرورت ہی نہ تھا ہو زیادہ نازیبا ہی تسپر اہل فہم سی یہہ امید تہی
کہ فقط اشارہ ہی انکو کافی ہو مگر درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جاوے تو اوسکے لیئے
کوئی مقصود بھی ہوگا جسکے آنے پر حرکت منتہی ہو جاے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لیئے
آخر وہ ذات محمدی صلعم منتہی ہے اور یہہ نقطہ اس ساق زمانی اور اُس ساق مکانی کے لئے
ایسا ہی جیسی نقطہ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہہ معلوم ہو کہ آپکی نبوت کو
و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے رہا یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے اگر
حقیقت زمانہ حرکت مذکورہ ہی تو لازم آتا ہی کہ مقصود تک ابھی نہین پونہچی اور رسول اللہ صلعم
افضل البشر نہوین کیونکہ مقصود و مطلوب نہین ہو منتہاء حرکت مذکورہ ہوگا وہی افضل ہوگا
سو یہہ شبہہ قابل اسکے نہین کہ اہل فہم کو موجب تردد ہو مگر باینہمہ دفع خلجان کے لیئے یہہ
معروض ہی کہ ہر حادث زمانی کے لئے ایک عمر ہی کہ جسکی وجہ سی محققان صوفیہ کرام ہر حادث
مین قائل تجدد امثال ہوئی کیونکہ زمانہ ایک حرکت ہی چنانچہ اسکا متجدد و غیر قار الذات ہونا
بھی اسکی مؤید ہی اسصورت مین مسافات متعدد ہونگی اور حرکات متعددہ منجملہ حرکت سلسلہ
نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلعم وہ حرکت مبدل بالسکون ہو گئی
البتہ اور حرکتین ابھی باقی ہین اور زمانہ آخر مین آپکے ظہور کی ایک یہہ بھی وجہ ہے
غرض باعتبار زمانہ اگر شرف ہی تو مستقبل مین ہی کہ وہ طرف مقصود ہی نہ یہہ کہ زمانہ
مستقبل فی حد ذاتہ اشرف ہی اور باعتبار مکان جانب فوقانی تاکہ فوقیت مرتبہ پر دلالت
کرے ہی باقی یہہ فرق کہ بنی آدم کافر بھی ہوتے ہین اور ملائکہ کافر نہین ہوتے یا ملائکہ
تعداد مین زیادہ ہین اور بنی آدم کم سو اسکا جواب یہہ ہی کہ فرق اطلاق مماثلت مین
مؤثر نہین یہہ جو راقم سطور نے عرض کیا تھا کہ وہ تباین جو مقتضاء اختلاف ماہیت

ہر چند زمین و سما اور لوازم ہیئت ارض و سما یا مناسبات ہیئت ارض و سما ہیئت کو بھی ملحوظ رکھ کے پھر
تماثل دیکھنا چاہیے سو جیسے عظمت سماوات اور صغر اجسام تشخصات و تعینات ارض و سما میں
داخل ہے اور یہہ اختلاف اس اختلاف مفہوم ہی میں آگیا ایسے ہی بوجہ تناسب اختلاف
متقادیر سکان بھی ضرور ہی بلکہ اس صورت مین اگر یہانکے سکان کو وہانکے سکان کے ساتھہ ہی
نسبت ہو جو یہانکی مقدار کو وہانکی مقدار کے ساتھہ ہے ہر زمین کو اپنے مقابل کے ساتھہ
تو عجب نہیں اور اس صورت مین ممکن ہی کہ ساتوین زمین مین بالشتیے ہون اور وہ زمین انہی مین
سے ایسی چھوٹی ہو جیسے ساتوین آسمان سے یہہ آسمان چھوٹا ہی اور اگر سموات سب برابر ہین تو زمینیں
بھی سب برابر ہون رہا فرق اسلام و کفر بنا اس فرق کی اختلاف لوازم ذاتی اور اختلاف
مناسبات ذاتی پر ہی ہی علم تناسب نہایت درجہ کا علم غامض ہی علم کامل تناسب تو خدا
ہی کو ہی سوا اوسکی انبیاء اور صدیقین کو جو حکماء بنی آدم اور مصداق وَمَن یُؤتَ الحِکمَۃَ
فَقَد اُوتِیَ خَیرًا کَثِیرًا ہوتے ہین کچھہ ہو تو ہو دیکھیے موافق آیۂ اَعطٰی کُلَّ شَیءٍ خَلقَہٗ اور نیز
بمقتضاء اسم حکیم و عدل فخیم جسکا ہونا خدا کی ذات پاک مین مثل توحید یقینی ہی یہہ ضرور ہی
کہ گیہون کو اسکی مناسب برگ و بار اور جَو کو اُس کی مناسب انگور کو اسکی مناسب اور کھجور
کو اوسکے مناسب روح انسانی کو اوسکے مناسب بدن اور روح حماری کو جسکی ...
لیکن قبل مشاہدہ عملیات ہر نوع ایسا کوئی عاقل سمجھہ ہی نہین آتا کہ یہہ بتلا دے کہ گیہون کے ایسے
شاخ و برگ و بار ہونگے اور جَو کے ایسے اور انسان کا ایسا بدن ہوگا اور حمار کا ایسا
غرض تناسب و مناسبت یقینی پر وجہ مناسبت و تناسب معلوم نہین علم الیقین عین الیقین
جب ہی کہ ہم اندہے ہونکو وہ دیدہ بصیرت عنایت ہو جس سے یہہ فرق ایسا نمایان ہو جاے جیسے اندہونکو
بینا ہو جانے کے بعد یہہ بات معلوم ہو جاتی ہی کہ لال رنگ ایسا ہی ہی جیسے گوشت اور سبز رنگ ایسا ہی ہی جیسے لال

کوٹ بہیتی ہی سو لا سکی اور کوٹ زیبا نہوگی بالجملہ جس چیز کو خدا نے کسی چیز کے ساتھہ جوڑ دیا ہی
یا مقابل میں رکہا خالی کسی تناسب سی نہیں جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ تشبیہ نسبت
بنسبت جب ہی معلوم ہو سکتی ہی جب دو چیزوں کا پہلے تناسب جدا معلوم ہو اور دو چیزوں کا
جدا مثلا دو کو چار کے ساتھہ وہ نسبت ہی جو ہزار کو دو ہزار کے ساتھہ ظاہر ہی کہ اس تشابہ
نسبت کا یقین بطور عین الیقین یا حق الیقین جب ہی متصور ہی کہ دو اور چار کا تناصف بہی معلوم ہو
اور ہزار و دو ہزار کا تناصف بہی معلوم ہو الغرض تشبیہ نسبت بنسبت بوجہ تقدم نسبت کے مقتضی ہی اور علم تشبیہ کو علم نوع مذکور
کو اور ظاہر ہی کہ وہ مماثلت جو لفظ مِثْلَهُنَّ سی بین السموات والارضین مفہوم ہی تشبیہ نسبت ہی
جسکو تشبیہ مرکب کہئی تشبیہ مفرد بمفرد نہیں ورنہ زمین کو آسمان سی کیا مناسبت اور کیا مشابہت
اور اگر ہو بہی کوئی مناسبت اور ظاہر ہی کہ کوئی نہیں تو ہمین کیا آیۃ اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ میں بالیقین تشبیہ نسبت ہی اسلئیے کہ کم سی کم اگر نفس عددین مماثلت ہو گی تب
یہہ معنی ہونگے کہ اس مجموعہ کے اجزا کو باعتبار کم منفصل اس مجموعہ سی وہ نسبت ہی جو اس
مجموعہ کے اجزا کو اس مجموعہ کے اجزا سی اور اہل فہم جانتے ہیں کہ یہہ تاویل نہیں کہ دہینگا
دہینگی تشبیہ مفرد کو مرکب بنا لینا ہے بلکہ یوں کہئیے کہ بتاویل مفرد بنا لیتے ہیں وجہ اسکی یہہ
ہی کہ جملہ بتاویل مفرد ہو سکتا ہی پر مفرد میں تاویل جملہ ممکن نہیں سو کیوں نہیں وجہ اسکی یہی
ہی کہ کثیر حقیقی کو تو بوسیلہ ہیئت اجتماعی واحد بنا سکتے ہیں پر واحد حقیقی کو کسیطرح کثیر حقیقی
نہیں بنا سکتے سو یہاں دیکہہ لیجئی کہ کیا ہی واحد حقیقی ہی یا کثیر حقیقی نہ عددین وحدت ہو
نہ معدودین اور باعتبار ہیئت اجتماعی وحدت ہو بہی تو وہ مقصود بالذات بالارادۃ
نہیں البتہ عنوان مشبہ بہ اور عنوان مشبہ کہئیے ورنہ اول تو مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ بعد سبع سموات
اگر ضمیر فرماتے جسمیں لفظ کم حذف ہو جاتا معنی واضح ہو جاتے کنایہ سی بہر حال صراحت میں زیادہ وضاحت

ہوتی ہی باقی اس لفظ مین کوئی وجہ خوبی نزیادہ نہین مبالغہ تو صفت اسپر مقصود نہین جیسا یون
ہی کہتی کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح سوا ہو مماثلت فی الصفۃ کیونکہ تو کلام از قبیل المعنی فی بطن الشاعر
ہو جاے ذات و صفات کی بحث نہین کہ الفاظ مستعملہ میں ہے سو اس لفظ کے ادا و معنی
مقصود مین کام نہ ہو ہان اگر مساوات فی المقادیر ہوتی تو البتہ یہہ محل اس لفظ کے لئی بہت
عمدہ تھا دوسری یہہ تشبیہ نسبت اور علاوہ اسکے اور مناسبتین اور مماثلتین جو مذکور ہو چکین کسی طرح سے
ہرگز برابر راست نہ آتین بالجملہ یہان تشبیہ نسبت مقصود بالذات ہی اور ظاہر ہی کہ تشبیہ نسبت
مین مشابہت اور مناسبت طرفین علاوہ نسبت مذکورہ ہرگز ضرور نہین بلکہ ممکن ہی کہ غایت درجہ
کا بون بعید ہو یہی وجہ ہی کہ خدا تعالی اپنی اُن نسبتونکو جو مخلوق کے ساتھہ حاصل ہین اُن
نسبتونکے ساتھہ تشبیہ دیتا ہی جو مخلوق کو مخلوق کے ساتھہ ہوتی ہی مثلاً فرماتے ہین
ضَرَبَ لَکُمۡ مَثَلًا مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ ہَلۡ لَکُمۡ مِمَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِنۡ شُرَکَاءَ فِیۡمَا رَزَقۡنَاکُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِیۡہِ سَوَاءٌ تَخَافُوۡنَہُمۡ
کَخِیۡفَتِکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ یا فرماتے ہین اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا
مِصۡبَاحٌ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ
لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّلَا غَرۡبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ علی ہذا القیاس اور
بہت جا تشبیہ نسبت مراد ہی تشبیہ مفرد نہین اور اسصورتمین ہرگز کسیطرحکا تجوز ہی نکسی
طرحکی تاویل بلکہ جیسی دو روپیونکو چار روپیونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو دو پہاڑونکو
چار پہاڑونکے ساتھہ یا ہزار جوتونکو دو ہزار جوتونکے ساتھہ یا لوگارثم کے سلسلہ کو
اپنے مقابل کے سلسلہ کے ساتھہ یا مجذورات اعداد مرتبہ من الواحد الی غیر النہایہ
اعداد مرتبہ کے ساتھہ اور اس تشبیہ مین باوجودیکہ طرفین نسبتین مین کچھہ مناسبت
ہی نہین ہرگز کچھہ مجاز نہین بلکہ تشبیہ اپنی معنے حقیقی پر ہی ایسی ہی طرح ایۃ اللہ الذی

مین خیال لغزیدہ ہو اسمین شبہ نہین ہو سکتا ہی کہ ترکیبات روحانی اور جسمانی بنی آدم اور
حیوانات ارضی وغیرہ کو ترکیبات روحانی وجسمانی ملائکہ افلاک کے ساتھہ ہی نسبت
ہو جو زمین کو فلک کے ساتھہ اور یہہ فرق کفر و اسلام نیرنگی تراکیب مختلفہ سی پیدا ہوا
ہو توضیح کی ضرورت ہی تو دیکھئی جیسی اجسام بنی آدم مین ترکیب عناصر ہی اور اسی ترکیب
کو بوجہ مشاہدہ رطوبت و یبوست حرارت و برودت خواص اربعہ عناصر اربعہ دریافت کیا ہی
کیونکہ خاصہ کا وجود اپنی ملزوم اور مخصوص کی وجود پر دلالت کرتا ہی ایسی ہی بوسیلہ خواص
اربعہ یون سمجھہ مین آتا ہی کہ ارواح بنی آدم مین بہی چار عنصر سی ترکیب دی ہی وہ خواص
اربعہ کیا ہین ایک تو مضمون استکبار تھوڑا بہت سب مین مشہود ہی دوسرا مضمون خواہش
تیسرا مضمون تاثر اور انفعال بھی قلیل کثیر سب مین ہی چوتھا استقلال علی ہذا القیاس
غصہ اور سبک حرکتی اور نرمی اور کسل بھی سب مین نظر آتی ہے علی ہذا القیاس مضمون
عصیان و انقیاد و نسیان و خطا بھی سب مین موجود ہی یہہ بارہ چیزین جو مذکور ہوئین وہ ان
چار کو تو آتش و باد و آب و خاک کے ساتھہ ایک مناسبت ہی اہل فہم خود سمجھہ لین گے
باینہمہ جیسی اختلاف مقادیر عناصر سی فرق حرارت و برودت و رطوبت و یبوست امزجہ بنی
آدم پیدا ہوتا ہی ایسی ہی فرق مقادیر ملزومات خواص مذکورہ سی امزجہ روحانی مین عجیب
عجیب ترکیبین ظاہر ہوتی ہین جنمین سی ایک مزاج کفر یا اسلام بھی ہی مگر باوجود مناسبت
مذکورہ جو عناصر جسمانی اور عناصر روحانی مین مذکور ہوئی تراکیب روحانی مین تو کفر و اسلام
حاصل ہوتا ہی پر تراکیب جسمانی مین حاصل نہین ہوتا سو اسیطرح اگر تناسب بین الملائکہ و
بنی آدم محفوظ رہی اور یہان فرق کفر و اسلام نمایان ہو وہان نہو تو کونسی ایسی محال یا
دشوار بات ہی جسکی وجہ سی اطلاق مماثلت سماء و ارض مین متامل ہو جیسی بالجملہ مماثلہ بین السما

والارض بجمیع الوجوہ ہو اور بوجہ فرق انواع ملائکہ رحمۃ و ملائکہ عذاب و ملائکہ جنت و ملائکہ دوزخ و ملائکہ متعینہ نفخ ارواح و ملائکہ متعینہ قبض ارواح اس تناسب کی تصحیح کیلئے کافی ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال جب ان اوہام کی مدافعت سے فراغت پائی تو مناسب یوں ہے کہ پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کیجئے ناظران اوراق جب یہ بات سمجھ گئے ہیں کہ تشبیہ متضمن آیہ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ تشبیہ نسبت ہے تشبیہ مفرد نہیں جو تساوی مقادیر اجرام و یا فیہا لازم آئے تو یہ بات بھی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ اگر بطور تشبیہ یوں کہا جائے کہ فرد اکمل فلک ہفتم کو افراد باقیہ فلک مذکور کے ساتھ وہ نسبت ہے جو فرد اکمل فلک ششم کو اسکے افراد باقیہ کے ساتھ یا فرد اکمل زمین ہذا یعنی خاتم النبیین صلعم کو فرد اکمل زمین دوم سے اسیطرح تشبیہ دیں اور مراد یہ ہو کہ آپکو حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ مثلا وہ نسبت ہے جو فرد اکمل زمین دوم کو حضرت آدم وغیرہم علیہم السلام کے مقابل کے افراد زمین دوم کے ساتھ ہو اور اسیطرح اور افلاک اور اراضی باقیہ میں سمجھ لو تو محبان نبوی صلعم جو فہم خداداد بھی رکھتے ہیں متامل تو کیا ہونگے بر رضا و رغبت اس مضمون کو قبول کرینگے کیونکہ علاوہ نظر و اختیار حسن انتظام خداوندی اور دلالت آیہ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الخ اس صورت میں عظمت شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر ہے اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بترتیب فوق و تحت نہ مانیئے تو پھر عظمت شان محمدی نسبت اسقدر عظمت کے جو درصورت تسلیم اراضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھٹا حصہ کم ہو جائیگی ظاہر ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجھے جسمیں وہ رونق افروز ہے تو یوں کہو اسکی عظمت کے چھ حصے گھٹا دئے فقط ایک ہی پر قناعت کی غرض خاتم ہو

ایک امر اضافی ہی جو منافی معاملہ الیہ متعلق نہین ہو سکتا ہو جس قدر اسکی مضافات الیہ ہو نگے
اوسیقدر خاتمیت کو افزایش ہوگی جیسی بادشاہت ایک امر اضافی ہی محکومون اور رعیت
کی افزایش پر اوسکی ترقی اور عظمت موقوف ہی مگر اب کم فہمان زمانہ آجکل کی نوابونکو دیکھکر دہوکا
کہاتی اور کہتی کہ جیسی آجکل کے نواب بے ملک نواب ہین ایسی ہی آنحضرت صلعم کی خاتمیت
امر انبیاء کی محتاج نہین جو اوسکی ترقی اور افزایش کے لئی نبیونکی تکثر کی ضرورت ہو بالجملہ
کوئی نادان یا کوئی منافق ایسی باتونکی تسلیم مین متامل ہو تو ہو اہل فہم اور اہل محبت کو
تو تامل نہین ہو سکتا ہان بوجہ عدم ثبوت قطعی نہ کسیکو تکلیف عقیدہ دیسکتی ہین نہ کسیکو
بوجہ انکار کافر کہہ سکتی ہین کیونکہ اس قسم کے استنباطات کے حق مین مفید یقین نہین ہوسکتی احتمال خطا
باقی رہتا ہی البتہ تصریحات قطعی الثبوت ہون تو پہر تکلیف مذکور اور تکفیر مسطور دونو بجا سو یہان
ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہین پہونچی یعنی نہ کلام اللہ مین ایسی تصریح ہی نہ کسی حدیث
متواتر مین البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس رض سی ایک اثر منقول ہی جو درجہ تواتر تک نہین
پہونچا نہ اوسکی مضمون پر اجماع منعقد ہوا اسلئی تکلیف اعتقاد اور تکفیر منکران تو مناسب
نہین پر ایسی آثار کا انکار خصوصا جبکہ اشارت کلام ربانی بہی اوسیطرف ہو خالی از ابتداع
بہی نہین ایسی باتونکا منکر پورا اہل سنت وجماعت تو نہین کیونکہ ائمہ حدیث نے اسکی
تصحیح کی ہی اور جسنی اسکو شاذ کہا ہی جیسی امام بیہقی تو اونہون نے صحیح کہکر شاذ کہا ہی اور
اصطلاح مین شاذ کہنا مطاعن حدیث مین سی نہین سمجہا جاتا کما قال السید الشریف فی رسالتہ
فی اصول الحدیث قال الشافعی الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا لما رواہ الناس قال ابن
الصلاح فیہ تفصیل فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وہو
عدل ضابط فصحیح وان رواہ غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجۃ الضابط فحسن وان بعد فمنکر

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاذ کے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ روایۃ ثقہ مخالف روایت
ثقات ہو دوسری یہہ کہ اسکا راوی فقط ایک ہی ثقہ ہو سو باینمعنی اخیر منجملہ اقسام صحیح
ہو نہ ضد صحیح چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین قال الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی
فی رسالۃ اصول الحدیث التی طبعہا مولانا احمد علی فی اول المشکوۃ المطبوعۃ بعض
الناس یفسرون الشاذ بمفرد الراوی من غیر اعتبار مخالفۃ الثقات کما سبق ویقولون
صحیح شاذ وصحیح غیر شاذ فالشذوذ بہذا المعنی ایضا لاینافی الصحۃ کالغرابۃ والذی یذکر
فی مقام الطعن ہو مخالف الثقات انتہی یہہ عبارت بعینہ وہی کہتی ہی جو ہمین نے عرض کیا
سو لفظ شاذ سے کوئی صاحب دہوکا نکہائین اور یہہ نہ سمجہین کہ جب اثر مذکور شاذ ہوا تو
صحیح کیونکر ہوسکتا ہے وہ شذوذ جو قادح صحت ہی بمعنی مخالفت ثقات ہی چنانچہ سید شریف
ہی رسالہ مذکور مین تعریف صحیح مین یہہ فرماتے ہین ہو ما اتصل سندہ بنقل العدل الضابط
عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ نعنی بالمتصل ما لم یکن مقطوعا بای وجہ کان و
بالعدل من لم یکن مستور العدالۃ ولا مجروحا وبالضابط من یکون حافظا متیقظا و
بالشذوذ ما یرویہ الثقۃ مخالفا لما یرویہ الناس وبالعلۃ ما فیہ اسباب خفیۃ غامضۃ
قادحۃ اس تقریر سے اہل علم پر روشن ہو گیا ہو گا کہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات وارد
نہین کیونکہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات صحت کے لئے مضاد ہے جو حدیث باینمعنی شاذ
ہے وہ صحیح نہین ہوسکتی باینہمہ مخالفت وعدم مخالفت کا عقدہ بہی تقریر گذشتہ سے
کہل گیا اگر اثر حضرت عبد اللہ بن عباس مخالف تہا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف
تہا یا اُن احادیث کے معارض تہا جو مبین ومفسر معنی خاتم النبیین ہین سو بعد
مطالعہ تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو انشاء اللہ کچہہ تردد نرہیگا کہ اثر مذکور حد بدو

مثبت بمعنی خاتم النبیین ہی ہو نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت
مین بہت قادح ہی اور کیون نہو درصورت انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصون
مین سے ایک ہی حصہ باقی رہجاتا ہی اسصورت مین مدعیان محبت نبوی سے ہمکو یہہ توقع ہی کہ
جیسا اس اثر کا انکار کرتے تہے اب اُتنا ہی اقرار کرین بلکہ اُس سے بھی بڑہکر انکار مین تو
تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار مین تو کچھہ اندیشہ ہی نہین بلکہ سات
زمینونکی جگہہ اگر لاکھہ دو لاکھہ اوپر نیچے اِسیطرح اور زمینین تسلیم کرلین تو مین ممنون
کش ہون کہ انکار سے زیادہ اس اقرار مین کچھہ دقت نہوگی نہ کسی آیہ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے معارض قدر رہا اثر معلوم اُسمین سات سے زیادہ کی نفی نہین سو جب انکار اثر
مذکور مین باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہہ جرأت ہی تو اقرار اراضی زائدہ از سبع مین تو
کچھہ ڈر ہی نہین علاوہ برین بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور مین قدر نبوی صلعم
مین کچھہ افزایش نہین ظاہر ہی کہ اگر ایک شہر آباد ہوا اور اُسکا ایک شخص حاکم ہو یا سب
مین افضل تو بعد اسکے کہ اُس شہر کی برابر دوسرا ایسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اُسمین
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب مین افضل تو اس شہر کی آبادی اور اوسکی حاکم کی
حکومت یا اوسکے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت
مین کچھہ کمی نہ آجائیگی اور اگر درصورت تسلیم اور چہہ زمینونکے وہانکے آدم و نوح
وغیرہم علیہم السلام یہانکے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق مین ہون
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپکی خاتمیت زمانی اُنسے انکار نہوسکیگا جو موجب کسی
صلعم کے مساوات مین کچھہ کمی نہین ہان اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی
بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہی تو پہر سوا رسول اللہ صلعم

اور کسیکو افراد مقصودہ بالخلق مین سے مماثل نبوی صلعم نہین کہہ سکتی بلکہ اِس صورت مین
فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی
افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی مین کچھہ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپکے معاصر کسی اور زمین مین یا فرض
کیجئے اسی زمین مین کوئی اور نبی تجویز کیا جاے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت
ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہین جو یون کہا جاے کہ یہہ اثر شاذ بمعنی مخالف
روایۃ ثقات ہے اور اِس سے یہہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران اثر اِس اثر
مین کوئی علت خامضہ بھی نہین جو اسی راہ سے انکار صحت کیجے کیونکہ اول تو امام بیہقی رحمہ
کا اِس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اِس بات کی دلیل ہے کہ اِسمین کوئی علت خامضہ خفیہ قادحہ
فے الصحۃ نہین دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب
بھی یہی تھی اگر اور کوئی آیۃ یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینون کا ہونا یا انبیا کا
کم و بیش ہونا یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہہ ہے مگر آجتک نہ کسی نے ایسی
آیۃ و حدیث سُنی نہ مدعیون نے پیش کی علی ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال
فرمائیے آجتک سواے مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہہ قادح فی الاثر المذکور پیش
نہین کی اور فقط احتمال بیدلیل اسبابمین کافی نہین ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثین بھی اِس
حساب سے شاذ و معلل ہو جائینگی اور نیز یہہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ یہہ تاویل کہ یہہ اثر اسرائیلیات سے
ماخوذ ہے یا انبیا و اراضی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہین ہرگز قابل التفات نہین وجہ سکتی
یہہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی جب مخالفت ہی نہین تو
ایسی تاویلین کیون کیجے جنکو مدلول معنی مطابقی سے کچھہ علاقہ ہی نہین باقی رہی یہہ بات کہ

بڑونکی تاویل کو نمانتے تو اُنکی تکفیر نعوذ باللہ لازم آتی اُنکی یہہ نہین لوگونکے خیال مین آسکتی
ہی جو بڑونکی بات فقط ازراہ بےادبی نہین مانا کرتے ایسے لوگ اگر ایسا سمجہین تو بجا ہی
المرء یقیس علی نفسہ اپنا یہہ وتیرہ نہین نقصان شان اور چیز ہی اور خطاء و نسیان اور چیز
اگر بوجہ کم التفاتی بڑونکا فہم کسی مضمون تک نہ پہونچا تو اُنکی شان مین کیا نقصان آگیا
اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹہکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا
ع گاہ باشد کہ کودک نادان ❊ بغلط بر ہدف زند تیری ❊ ہان بعد وضوح حق اگر فقط
اسوجہ سے کہ یہہ بات مین نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تہی میری نمانین اور وہ پرانی بات گائے
جائین تو قطع نظر اسکی کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات بہت بعید ہی ویسے بہی
اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہی پہر باینہمہ یہہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہی مگر بالمعنی
مرفوع ہی اسلئے کہ صحابی کا بطور جزم اُن امور کا بیان کرنا جنمین عقل کو دخل نہو اہل حدیث
کے نزدیک مرفوع ہوتا ہی وجہ اُسکی یہہ ہی کہ صحابہ سب کے سب عدول اور پہر عدول
بہی اول درجہ کے تقوی مین ایسے تہی کہ اور کسی سے اُنکی ریس نہین ہوسکتی پہر یہہ کب
ہوسکتا ہی کہ عمداً جہوٹ بولین اور وہ بہی دین کے مقدمہ مین ہان بطور احتمال جیسا
استنباط مین ہوا کرتا ہی ایسی باتون مین جنمین عقل کو مداخلت ہی دخل دیدینا اونسے ممکن
ہی بلکہ واقع اور اونسے کیا تمام اکابر سے یہہ بات منقول ہی مگر اثر مذکور کا بطور جزم ہونا
اور مضمون مذکور کا عقلیات مین سے نہونا ظاہر و باہر ہی سو جب اثر مذکور مرفوع ہوا
اور سندا اوسکی صحیح آیۃ مذکورہ اوسکی مؤید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف مائل
حسن انتظام جو ہر نوع مین مشہور ہی اوسپر شاہد عظمت قدرت اوسپر دال تو اسپر بہی انکار کیا
جائے تو بجز اسکے کیا کہا جائے کہ امثال روافض و خوارج و اہل اعتزال ایسی باتین

کیا کرتے ہین ان فرقون نے بھی بوجہ قصور فہم آیات والہ رؤیت وتقدیر وخلق افعال مین
تاویلین کہین اور احادیث مصرحہ مضامین مذکورہ کو تسلیم نکیا بلکہ تکذیب سی پیش آئے سو
جیسے آیات مذکورہ کی تاویلون اور احادیث مذکورہ کی تکذیبون کے باعث اہل حق
نے انکو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج سمجہا ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجہنا چاہیے
اتنا فرق ہے کہ احادیث رؤیت وغیرہ اثر مذکور سی صحت مین اقوی تہین اور آیات مذکورہ
مین دلالہ مذکورہ آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات سی جو اطلاق مماثلت پر دلالت کرتی ہے
زیادہ ہے اسلئے وہ بڑی بدعتی ہونگی یہہ چہوٹے مگر ہرچہ باداباد سنی ہونا دونونکا معلوم
خاصکر جب یہہ دیکہا جائے کہ اگر آیات رؤیت کی دلالت آیہ اللہ الذی کی دلالت سے
زیادہ واضح اور احادیث رؤیت وغیرہ کی صحت اثر مذکور کی صحت سے زیادہ قوی تو کیا ہوا
جیسے یہہ فرق اسطرف سے ہی مزاحمت خیالات عقلی مین قصہ اولٹا ہی یعنی رویت وغیرہ کے
تسلیم کرنے سی بظاہر قوی قوی دلائل مانع ہین اور ہر زمین مین آدم ونوح وغیرہم
علیہم السلام کے تسلیم کرنے سی کوئی دلیل مانع نہین باقی خیالات اہل ہیئت اگر مزاحم
تصدیق اصل اراضی سبعہ گانہ ہی چہ جائیکہ وجود انبیاء مذکورین تو اول تو اسباب مین
تنہا اثر مذکور ہی نہین بلکہ آیۃ مذکورہ اسباب مین قریب نص کے ہے دوسری وہ حدیث جو بروایت
ابوہریرہؓ وحوالہ مشکوۃ بلفظہ اوپر منقول ہوچکی اوسکی معاضد اوہر خیالات اہل ہیئت
ظنی خود اہل ہیئت اوسکے ظنی ہونے کے قائل اور اونکی دلائل کا انی ہونا ظاہر سو اگر
کسی وہمی کو یہہ وہم دامنگیر بھی ہو کہ اسصورتمین افلاک باہم متصل نرہین گے مرکز زمین مرکز
عالم پر منطبق نرہیگا تو اسکو اتنا کہدینا چاہیئے کہ خیالات جو ہزار طرح سے صحیح ہوسکتی ہین نہین
احتمالات پر جو مذکور ہوئے موقوف نہون معارض قول مخبر صادق نہین ہوسکتی اگر اطمینان

سنگلور ہی تو دیکھہ لیجی بطلیموسی کیا کہتی ہین اور فیثاغورسی کیا یونانی کیا بکتے ہین اور انگریز
کیا باایہمہ حساب طلوع و غروب خسوف وکسوف وصیف وشتا وغیرہ سب برابر صحیح
جب باہم اہل ہیئت ہی مین یہہ اختلاف ہی اور مقصد برابر حاصل تو پھر ان خیالات کے
بھروسی انکار اقوال مخبر صادق کرنا نہایت نازیبا ہی اہل ہیئت مجسمہ جو شمس و قمر وغیرہ کو
متحرک مانتے ہین اور زمین کو ساکن اخر بضرورت تصحیح حساب حرکات اکثر افلاک مین خارج
المرکز مانتے ہین اور جو برعکس کہتے ہین وہ زمین کے مدار کو بیضوی کہتے ہین سو اگر بالتمام
شارع مخبر صادق زمین کو خارج المرکز کہلیا تو کیا گناہ ہی بلکہ اس طرف خارج المرکز نمائی
اور اس طرف خروج مرکز مان لیجی تو بعد ضم بعض مقدمات جب بھی تصحیح حساب مذکور ممکن ہی
اتنا فرق ہی کہ کسی نے یون ہی اٹکل کے تیر مار ہی کسی نے دیکھنے والون کی زبانی کہا خیر
یہہ بات دور جا پڑی اثر مذکور کے الفاظ اسکے قریب ہین فی کل ارض آدم کآدمکم
و نوح کنوحکم و ابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم جملہ اخیر
سی صاف روشن ہی کہ تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین تشبیہ فی المرتبہ مراد ہی سو آدم کآدمکم الخ
نام لیکر تشبیہ دینی ایسی ہی جیسی عزلی مین کہا کرتے ہین لکل فرعون موسی یا اُردو مین
کہتے ہین فلانے کا باوا آدم ہی نرالا ہی غرض جیسی یہان نام مذکور ہی اور غرض مرتبہ و
مقام سمجہی ہی ایسی ہی اثر مذکور مین بھی خیال فرمائیے کہ تشبیہ فی المرتبہ یعنی فی النبوۃ
مراد ہی فقط تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین ہان کمال مماثلت اسباکو مقتضی ہی کہ وہان بھی
یہی نام ہون اور شاید یہی وجہہ ہی کہ نام کو ذکر کیا غرض جملہ اخیرہ مین تشبیہ فی النبوۃ
دیکرا اور پہلے جملو مین اسمار کا ذکر کرکے شاید اس جانب اشارہ کیا ہو کہ جیسی مقامات
افراد اراضی سافلہ مقامات افراد اراضی عالیہ مین ایسے ہی توافق فی الاسم بھی ہے

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر و نفذ لکہ دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین مین اُس زمین کے انبیا کا خاتم ہی پر ہمارے رسول مقبول صلعم اُن سبکے خاتم آپ کو اونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھہ نسبت ہوتی ہی جیسی ہر اقلیم کی حکومت اُس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہی چنانچہ اسیوجہ سی اُسکو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہی جو سبکا حاکم ہوتا ہی ایسی ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہی پر جیسی ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہی پہر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسی ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسی بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اوس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سی جسمین خود مقیم ہے اتنی نہین سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سی سمجھی جاتی ہے ایسی ہی رسول اللہ صلعم کی عزت اور عظمت فقط اِس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہین سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سی سمجھی جاتی ہی مگر تعجب آتا ہی آجکل کے مسلمانون سی کہ کس تشدد سی اور خاتمون بلکہ خود زمینون سی انکار کرتے ہین تسپر ماننی والونپر کفر کے فتوی دیتی ہین یا سُنّی نہونیکا اتہام کرتے ہین یہہ وہی مثل ہوئی کہ نکٹون نے ناک والون کو نکو کہا تہا خلاصۂ مکنون خاطر منکرین اِسصورتمین یہہ ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کو اتنا عظیم الشان مت سمجہو کافر ہو جاؤگے رسول اللہ صلعم سی اتنی محبت نکرو دیکہو سُنّی نرہوگی سو اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہی تو اِس اسلام سی کفر بہتر ہی اور سنت سی بدعت افضل امام شافعی نے اُن لوگون کے مقابلہ مین جو محبت اہل بیت بوجہ غلو رفض سمجہتے تھے یون فرمایا تہا شعر ان کان رفضاً حب

آل محمدؐ * فلیشہد الثقلان انی رافضی * ہم ان صاحبون کے مقابلہ مین جو رسول اللہ
صلعم کی اسقدر ازدیاد قدر سے کہ آنکے خیال سے سات گنی ہوجاے یہہ برا مانتے ہین کہ قائلین
ازدیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اہل سنت سمجھتے ہین اس شعر کو بدلکر یون پڑہتے
ہین نظم ان کان کفراً حب قدر محمدؐ * فلیشہد الثقلان انی کافر * یہہ تو خلاصہ مطلب تھا
اب خلاصہ دلائل بھی سُنئے کہ دربارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیا علیہم السلام
ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح مستفید و مستفیض نہین جیسے آفتاب سے
قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینون کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسیطرح مستفید و مستفیض
ہین مگر یہہ بات سات زمینون کے ہونے اور ہر زمین مین انبیا کے ہونے پر اور پھر ادن
انبیاء کے وصف نبوت مین معروض اور آپکے واسطہ فے العروض ہونے پر موقوف
ہے جبتک یہہ بات ثابت نہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہین سو سات زمین کے ہونے
پر ایک تو آیہ اللہ الذی خلق سبع سموات دوسری حدیث مسطور بالا جسکو من اولہ
الے آخرہ نقل کرچکا ہون اور بعد ظہور توافق آیہ و حدیث اسباب مین اُن تفسیر ونکا
قول جنہون نے سبع ارضین سے سبع اقالیم مراد لی ہین یا ہفت طبقات زمین واحد تجویز
کئے ہین معتبر نہین ہوسکتا خاصکر اہل فہم کے نزدیک کیونکہ آیہ مذکورہ ہی کی معیت
و معیۃ حدیث مسطور تعدد اراضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرتی
ہے جیسے آسمانونکے سات ہونے پر لفظ سبع سموات جیسے سبع سموات کے معنی مین
کسی نے یہہ نہین کہا کہ سات ٹکڑے ہی ہین یا سات برج مثلا یا سات طبقے ایک
آسمان کے ہین ایسے ہی یہان یہہ خیال باطل نہ باندھنا چاہئے اور ہر زمین مین انبیاء
ہونے کی دلیل یہی قطع نظر اُس ثبوت کے جو اوپر مرقوم ہوا بدستور مضمون سابق تو ایک آیۃ ہے

اور ایک حدیث آیہ تو یہی اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَیْنَھُنَّ اور حدیث وہ اثر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جسکی طرف اوپر اشارہ
گذرا دلالت اثر تو ظاہر ہی پر دلالت آیہ مین البتہ اتنی تفصیل نہین سو یہہ اسی پر کیا موقوف
ہی اکثر آیات اسیطرح اپنی مطالب پر دلالت کرتے ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ مَا قَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ
مِمَّا کَثُرَ وَاَلْھٰی یا مَا قَلَّ وَدَلَّ خَیْرٌ مِمَّا کَثُرَ وَاَمَلَّ سو تمام آیات مین یہی ہی کہ الفاظ قلیل اور معانی کثیر
لیکن فہم ہو تو جتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ مین ہوتا ہی وتنا اور الفاظ
اور بیانات تو درکنار الفاظ حدیث مین بھی نہین پر تھوڑی سی الفاظ مین مطالب کثیرہ
جو مجتمع ہو جاتی ہین اور ایک دوسری سی باعتبار الفاظ جدی نہین ہوتے یعنی ہر ایک مطلب
کے لئی جدا لفظ نہین ہوتا اِسلئی ہم سی جاہلونکو بسا اوقات معلوم نہین ہوتی ہان بدلالت
شرح صحیح جو احادیث صحیحہ نبوی صلعم ہین البتہ بڑی بڑی مطالب تھوڑی تھوڑی الفاظ سی
نکل آتے ہین غرض احادیث نبوی صلعم قرآن کی اول تفسیر ہی اور کیون نہو کلام اللہ کی
شان مین خود فرماتے ہین وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جب کلام اللہ مین سب کچھہ
ہوا یعنی ہر چیز بالاجمال مذکور ہوئی تو اب احادیث مین بجز تفسیر قرآنی اور کیا ہوگا اور یہہ بھی ظاہر
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بڑھکر قرآن دان بھی کوئی نہین ہوا اسصورت مین جو کچھہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہی صحیح ہوگا اگر آپکی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف
نہو تو گو باعتبار سند اتنا قوی نہو جیسی ہوا کرتی ہین تب بھی اور مفسرین کے احتمالون سے تو
زیادہ ہی سمجھنا چاہئی اسلئی کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہین کہین ملتی ہی
پھر اونکی فہم کا چندان اعتبار نہین ہو سکتا ہی کہ اونسی خطا ہوئی ہو تسپر پھر جب باعتبار سند
بھی برابر ہوئی اور ایک آپکا قول ہو دوسرا کسی اور دوسرے کا تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم

سمجھا جائیگا اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی
نہین سو دیکھیے لفظ یتنزل کے اگر یہ معنی بیان کیے جائین کہ نزول امر و نواہی اور نزول
وحی ہوتا ہی اور اثر مذکور کو اوسکی شرح کہی جاے تو باینوجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور
باعتبار سند صحیح بے شک تسلیم ہی کرنا پڑیگا بلکہ یہہ قصہ ایسا ہو جائیگا جیسے کسی اندھے
کی آنکھہ بنا کر اُس سے پوچھین آفتاب کہان ہی اور وہ ٹھیک بتلا دی اور آفتاب کو دیکھکر
اوسکو چہینک آئی تو جیسے آفتاب کا اُسجا پر ہونا اوسکی بینا ہو جانے پر شاہد اور اُسکا بینا
ہو جانا آفتاب کے اُسجگہہ ہونے پر ایسی ہی آیہ تو اثر مذکور کی مصدق ہی اور اثر مذکور آیہ
کی مصدق اسپر مجکو ایک نقل یاد آئی **نقل** حضرت جنیدؒ کے کسی مرید کا رنگ یکایک
متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروے مکاشفہ اوسنے یہہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ
مین دیکھتا ہون حضرت جنیدؒ نے ایک لاکھہ یا پچہتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑہا تھا یون سمجھکر
کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنے جی ہی جی مین اُس مرید
کی ماں کو بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہین کہ وہ جوان ہشاش
بشاش ہی آپ نے پھر سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون
سو آپ نے اسپر یہہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجکو حدیث معلوم سے معلوم
ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ سے ہو گئی سو ایسی ہی یہان بھی سمجھی کہ آیت مذکور تفسیر
مشار الیہ تو اثر مذکور کی موید اور اثر مذکور تفسیر مذکور کے موافق بالجملہ قوی احتمال اس آیت
مین نزول وحی ہوتا ہی پھر بینہن کی ضمیر یا تو فقط ارض مع مثلہن کیطرف راجع ہوگی اور
بوجہ قرب اسطرف زیادہ دہیان جاتا ہی یا سموات اور ارض مع مثلہن سبکی طرف
بہرحال مطلب یہی ہوگا سو نزول امر بین السموات تو حدیث ترمذی سے جسکی طرف ہم اشارہ

کر چکے ہین معلوم ہو چکا اور یہان اس آیہ اور اُس اثر سے معلوم ہے تاہی اور ظاہر ہے کہ اس نزول
امر کو نبوت لازم ہے غایۃ مافی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نکہو پر نبوت بمعنی نزول اوامر ہرجا
ثابت ہے اور یہہ بات پہلے ثابت ہو چکی کہ یہہ زمین سب زمینون سے اوپر ہے اور زمینین دیگر تلے
اسکے تلے واقع ہین اور نزول اوپر سے کسی چیز کے جانیکو کہتے ہین اس صورت مین نزول امر ادہر سے
اُدہر کو ہوگا تاکہ مضمون بینہن متحقق ہو کیونکہ اگر نزول احکام الہی اراضی باقیہ مین بواسطہ
حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہوا کرتا تو در صورتیکہ مرجع ضمیر جمع مذکور مین اراضی
بھی داخل ہون تو یون نفرماتے بلکہ یتنزل الامر فیہن یا علیہن فرماتے واللہ اعلم باقی اسکی
تصحیح مین بیہودہ تاویلین جب گرسیے جو معنی متبادر کے لینے مین کچہہ دقت ہو بلکہ انصاف سے
دیکہئے تو معنی حقیقی یہی ہین کہ ادہر سے ادہر کو نزول سمجہا جاے اور وحی مذکور بواسطہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کے انبیا کو اسطرح پہونچے جیسے حکام کے احکام ملازمان بالادست
کے واسطہ سے ملازمان ماتحت کو پہونچتے ہین اور وہ مضمون عُلّمتُ علمَ الاولینَ والآخرینَ
بنسبت انبیاء ماتحت اسطرح حسب مراد ہو کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر ملائکہ کیواسطہ سے انکو پہونچی
اور یہہ نہین تو نہ سہی مجرد حصول جمیع علوم ہی کافی ہے یون ہو یا جیسے علوم انبیاء زمین ترا
حاصل ہوے ہی باقی رہا آپکا وصف نبوت مین واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونا اور
انبیاء ماتحت علیہم السلام کا آپکے فیض کا معروض اور موصوف بالعرض ہونا وہ تحقیق معنی
خاتمیت پر موقوف ہے جسکی شرح وبسط کا منبغی اوپر کر چکا ہون اب یہہ گذارش ہے کہ مضامین
سابقہ کو ذرا دہی فرادی اگر دیکہئے تو عجب نہین کہ بعضے مجہتی لا امتی تسلیم مین کچہہ حیلہ وحجت کرین
اور بعضے نامعقول معقولی باین خیال کہ اکثر استدلالات مذکورہ اتنی ہین سو کیا اعتبار تکرار سے
پیش آئین پر اہل فطانت وفراست اور اہل حدس سے تو یون امید ہے کہ جیسے اختلافات شکلات

کو دیکھکر بعد ملاحظہ قرب و بعد باہمی ولحاظ کرویت ارض و سما یہہ سمجھی کہ نور قمر نور آفتاب سے
مستفید ہی ایسی ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیا کو دیکھکر یہہ سمجھین کہ کمالات انبیاء
سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سی صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد ہین اور جیسی اختلاف تشکلات
وغیرہ تنہا تنہا دلالت مطلوب معلوم مین کافی نہین اسیطرح مضامین مذکورہ فرادی فرادی گو کسی
بدفہم کو کافی نمعلوم ہون پر سب ملکر لاریب مضمون معلوم پر اتنی تو دلالت ضرور کرتی ہین جتنی اختلاف تشکلات
قمر وغیرہ استفادہ مذکور پر یا یون کہئی جیسی بہت عوارض عامہ سی ملکر ایک خاصہ مطلق پیدا ہوجاتا
ہی اور خاصہ بنجاتا ہی چنانچہ رسم ناقص ایساغوجی کے دیکھنی سی ظاہر ہی ایسی ہی دلائل مذکورہ اگر
کسیکی نظر مین تنہا تنہا عام بھی ہون تو سب ملکر مطلوب مذکور کے مساوی ہی ہوجاتے ہین
مگر یہہ بات بطور تنزل وحزم واحتیاط معروض تھی ورنہ نظر غایر اور فکر صائب اور طبع سلیم اور
ذہن مستقیم اور عقل وقاد اور قلب ذکی ہو تو سب امور مذکورہ منجملہ خواص ختم نبوت مطلق ہین قلت
فرصت وکثرت مشاغل تقاضاء سائل نہوتا تو انشاء اللہ اس دعوی کے ثبوت اجمالی کو
مفصل لکھتا سو جیسی دہوپ کو دیکھکر آفتاب کے طلوع مین اور دہوان دیکھکر آگ کے
وجود مین اور خوشبو سونگہہ کر عطر کے ہونے مین اور کسیکی آواز سنکر اوسکے یا مطلق انسان
کے ہونے مین تامل نہین رہتا ایسی ہی امور مذکورہ سی ختم نبوت مطلقہ پر استدلال قابل تامل نہین
اور یہین سی معلوم ہوگیا ہوگا کہ تمام استدلالات اتنی محل تامل نہین ہوتے ورنہ خدا کی خدائی
جو عالم کو دیکھکر معلوم ہوتی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ سی ثابت
ہوتی ہی یا کسیکی ذکاوت کسیکی عبادت کسیکی سخاوت کسیکا بخل کسیکی شجاعت کسیکا جبن جو آثار
معلومہ سی معلوم ہوتے ہین سب محل تامل ہو جائین بجز اسکی کیا کہا جائیگا کہ جیسی یہہ امور تنہا
تنہا خواص مدلولات ہین یا مثل عوارض عامہ مجتمعہ مجتمع ہوکر خاصہ بنجاتے ہین جیسی خوارق اور

اخلاق حمیدہ اور دعوت الی الدین سوا نبی کسی اور مین نہین ہوتی ایسی ہی امر منضبطہ
اوراق گذشتہ جو دربارہ اثبات خاتمیت بطور مذکور ذکر کیئی گئی ہین تنہا تنہا یا بہم ملکر مطلوب
معلوم کے ساتھہ خاص ہین اب یہہ گذارش ہی کہ ہر چند یہ اللّٰہ الذی خلق سبع سموات کی
تفسیر کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہی
مین نے بھی ایک نئی بات کہدی تو کیا ہوا معنی مطابقی آیہ اگر اس احتمال پر منطبق نہون تو البتہ
گنجایش تکفیر تھے اور یون کہہ سکتے ہین کہ موافق حدیث من فسر القرآن برایہ فقد کفر یہہ
شخص کافر ہو گیا پر اسصورت مین یہی گنہگار تنہا کافر نہو گا یہہ تکفیر بڑی بڑون تک پہنچیگی
ہان اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی مین عرض کرتا ہون سنئے مفہوم کلی نیز انکے افراد
پر منطبق آتا ہی ہر فرد اوسکے لئے احتمال صحیح ہوا کرتا ہی سو اگر آیات قرانی مین کوئی امر کلی
مذکور ہو تو دربارہ احتمالات فردی خواہ اونمین باہم نسبت توارد علی سبیل البدلیۃ ہو یا
نہو وہ آیہ مجمل ہوگی سو ان احتمالات مین سے کسی ایک احتمال کو بے دلیل متعین کر دینا یا بے قرینہ
راجح سمجھنا درپردہ دعوی نبوت ہی جسکی وجہہ سے ہر شخص آجکل کافر گنا جاتا ہی ہان اگر کوئی
دلیل عقلی یا نقلی ہو یا کوئی قرینہ عقلی یا نقلی ہو اور پھر بقدر قوت دلیل و قرینہ کوئی شخص
کسی احتمال کو راجح کہی تو ہرگز کفر نہین ورنہ ہمیشہ تک دقائق و نکات کا نکلتی چلی آنا
جیسے بعض الفاظ احادیث مرفوعہ مثل لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا
ینقضی عجائبہ اوسپر دلالت کرتے ہین کیونکر صحیح ہو سکتا ہی ہان جب کوئی دلیل ہی نہ
کوئی قرینہ تو پھر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہی اور اسکو تفسیر
بالرای اعنی تفسیر بالہوی اور تفسیر من عند نفسہ کہہ سکتے ہین ورنہ تفسیر بالرای کیون کہتی
ہو تفسیر بالدلیل یا بالقرینہ کہو اگر توضیح بالمثال مد نظر ہی تو سنئے کہ عقل کو ایک خوردبین

اور دوربین معلومات دقیقہ اور مضامین دور دراز سمجھیے جیسے اجسام صغیرہ و بعیدہ کو بلحہ
خوردبین و دوربین خوب واضح اور پاس معلوم ہوتے ہین ایسی ہی بوسیلہ عقول صافیہ و سلیمہ
مضامین دقیقہ اور معلومات بعیدہ واضح اور اقرب الی الذہن معلوم ہوتی ہین مگر جیسے آئینۂ خوردبین
و دوربین حقیقت مین صین معلوم نہین ہوتا ورنہ فرق مقدار اور تفاوت بعد کی کوئی صورت
نتھی بلکہ معلوم کی ایک مثال اور شبح ہوتی ہی ایسی ہی وقت ادراک معلومات دقیقہ و بعیدہ
کنندہ جو کچھہ ذہن مین آتی ہی ایک مثال اور شبح مضامین مذکورہ سمجھیے مگر جیسے شبح آئینہ
مین علاوہ اعضاء و اجزاء ذی شبح رنگ آئینہ بھی جو کچھہ ہو سبز فرض کیجیے یا سرخ لاحق
ہو جاتا ہی اور اُس رنگ کو اثر ذی شبح نہین کہہ سکتے اثر آئینہ کہتے ہین ایسی ہی کبھی بعض
مضامین زائد از اصل معلوم شبح معلوم کو ذہن مین آکر لاحق ہو جاتے ہین اور اُس
لحوق کے باعث اُنکو اصل معلوم کیطرف نسبت نہین کر سکتے بلکہ ذہن عالم کیطرف کئی
جائینگے جب یہہ مثال اور یہہ تمہید ذہن نشین ہو گئی تو اب سُنیے کہ تفسیر مین امر مجمل کو واضح
کر دیتے ہین کچھہ بڑہاتی گھٹاتی نہین انسان کو اگر حیوان ناطق کہا تو ایک امر مجمل کو واضح
کر دیا ہی زائد از اصل کچھہ بڑہا نہین دیا سو بعینہ وہی قصہ ہی جو ادراک خوردبین مین
ہوتا ہی اور اسوجہ سی اگر ہم تصویر آئینہ کو تفسیر ذی تصویر کہین تو بجا ہی اور سفید جسم کو اگر
سبز آئینہ کی خوردبین سی دیکھین تو اُس رنگ سبز کو جو تصویر آئینہ مین لاحق ہو جاتا ہی
اور رنگ اصلی معلوم ہوتا ہی تفسیر بالمرآۃ کہین تو زیبا ہی ایسی ہی وہ مضامین جنسے
مرتبہ احتمال مین کچھہ تعرض نہوا اور کسیکی رای یعنی عقل کی جانب سی لاحق ہو جائین تو
پھر اُنکو تفسیر بالرای کہین تو کیا بیجا ہی بہرحال تفسیر مثل ایضاح خوردبین توضیح ہوتی
ہی انشاء اور ایجاد نہین ہوتا چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہی اشیاء معدومہ موجود نہین ہو جاتی

سو چھوٹی چیز کا بڑا معلوم ہونا جیسی از قسم توضیح مقدار ہی ایسی ہی کسی رنگ کا منتا
نظر آنا توضیح لون سفید کا سیاہ یا سرخ وسبز معلوم ہونا توضیح رنگ سفید نہین بلکہ تغیر
رنگ ہی جسمین ایک رنگ کا اعدام اور دوسرے رنگ کا ایجاد ہی اس تقریر پر یہہ شبہہ کہ
مقدار زائد بھی اصل حقیقت سی زائد ہی مرتفع ہوگیا دوسری جس چیز کا ادراک بوسیلہ مرایا
ومناظر مطلوب ہوا کرتا ہی اس قسم کی جو بات بوسیلہ مرایا معلوم ہوگی منجملہ تفسیر سمجھی جاویگی
سو وہ بات اگر اصل مجمل ہے تب تو تفسیر بالاصل ہوگی نہین تو تفسیر بالمرآۃ کہین گے اور
جو چیز بوسیلہ مرایا ومناظر مطلوب ہی نہین ہوتی وہ بات اگر معلوم بھی ہوئی تو اسکو تفسیر
کیون کہئے تفسیر تو اسکو کہنا چاہیے جس سی کوئی اجمال مبدل بتفصیل اور کوئی اشکال مبدل
بانحلال ہو اور ظاہر ہی کہ مقادیر اور مواضع بوسیلہ مرایا ومناظر مطلوب نہین ہوا کرتی
ورنہ لازم آئی کہ اصل مقدار اشیاء مبصرہ بالمرایا اور مواضع اشیاء مذکورہ وہ ہوا کرین
جو بوسیلہ خوردبین یا دوربین معلوم ہون بالجملہ تفسیر بالرای وہ ہی جو امر مجمل ومفسر
مین اصلا نہو بلکہ اس امر مین کلام مجمل ساکت ہو اور مرتبہ تفسیر وتفصیل مین وہ امر
داخل کیا جاوی اور ظاہر ہی کہ ایسی امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی ہین جو ہماری ہی
عقول ناقصہ کا کام ہوتا ہی باقی جو باتین بوسیلہ کسی دلیل عقلی یا نقلی کے شامل کیجائین
اسکو اہل ظاہر گو تفسیر کہین پر حقیقت مین تفسیر نہین ہوتی بلکہ دو کلامون جداگانہ کے
مضمونونکو اکٹھا کر دیا کرتے ہین ہان اگر تفسیر کے ایسی معنی عام لیجئے جسمین یہہ
بھی شامل ہو جاوی تو پھر اختیار ہی لا مشاحۃ فی الاصطلاح بہرحال ایسی صورتین تفسیر
بالدلیل یا تفسیر بالقرینہ کہین گے تفسیر بالرای نکہین گے الغرض ناظران اوراق کیخدمت
مین یہہ عرض ہی کہ بوجہ فوارہ کفر نہ بنین کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جسٹرا

19819

سو لویون کا کام یہہ نہین کہ مسلمانونکو کافر بنائین اُنکا کام یہہ ہی کہ کافرون کو
مسلمان کرین اعتبار نہو تو پہلے کتاب افسانے یاد کرو سوا اس زمانہ کے علماسی
ہوسکی تو اس گنہگار کو جسکا اسلام برائے نام ہی دستگیری فرما کر ورطہ ہلاکت سی نجات
دین اور ساحل سعادت تک پونہچائین وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد لله
رب العلمین والصلوٰة علی خیر خلقه محمد واٰله وصحبه اجمعین

کتبه العبد المذنب محمد قاسم الصدیقی النانوتوی

جواب دیگر از علماء لکھنو

هو المصوب

مخفی نرہی کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہی حاکم نے اوسکے حق مین صحیح الاسناد کہا
اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اسحدیث کے ثبوت مین کوئی علت قادحہ معتمدہ نہین
ہی اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت احادیث سی ثابت ہی اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جسطرح
سلسلہ نبوت اس طبقہ مین واسطی ہدایت سکان کے تیار ہوا اوسیطرحسی ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت
کا واسطی ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلہ کی باطل
ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھہ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر
سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھہ تشبیہ دیا گیا پس بنا برعلیہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ
پر اطلاق خواتم کا درست ہی اب یہان تین احتمال ہین ایک یہہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت
صلی الله علیه وسلم کے ہوئی ہون دوسری یہہ کہ مقدم ہوئی ہون تیسری یہہ کہ ہمعصر ہون ـ
احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہی اور برتقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی الله علیه وسلم
خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور برتقدیر ثالث دو احتمال ہین ایک یہہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کی

عموص ساتھ اسی طبقہ کے ہوا اور آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیاء سب طبقہ کے ہوا اور ہر طبقہ تحتانیہ مین
وہان کے خاتم کی رسالت ہوا اور ہر ایک انمین کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو
دوسرے یہہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی زمین کا صاحب شرع جدید نہوا اور
دعوت ہماری حضرت کی عام اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہوا اور ختم ہر ایک خاتم
باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم بعثت نبویہ کے کہ جس سے
صاف آنحضرت صلعم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہی باطل ہی اور علماء اہل سنت بھی اسکی
تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی عام ہی اور
جو نبی آپکے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام
بحکم عیسی علیہ السلام مین نقل کرتے ہین قال السبکی فی تفسیر لہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان
بعث محمد فی زمانہ لیومنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ مما لا یخفی وفیہ مع
ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من
زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثتہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی امہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسی فی
آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمانہ وفی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم
کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی امہم والنبی علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی اور بحر العلوم
مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن مین لکھتے ہین مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسول
نباشد ودیگر آنکہ شرع وی عام باشد ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی بر اتباع شرع وی بر و واجب فرض
است وسر ش آنکہ ہمہ رسل در اخذ شرع مستمد از خاتم الرسالت اند وچونکہ شرع وی عام باشد پس دیگری
صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہہ ہی کہ حدیث ابن عباس صحیح و معتبر ہی اور اس سے طبقات تحتانیہ مین

وجود انبیاء ثابت ہی اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ مین ایک آخر انبیاء نسبت اُس طبقہ کے ہونا ضرور ہی لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہہ امر ہی کہ دعوت ہماری حضرت کی عام ہی تمام مخلوقات کو شامل ہی پس اسکا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ خواتم طبقات باوجود عصر نبویہ نہین ہوئی یا قبل ہوئی یا ہمعصر اور برتقدیر اتحاد عصر وہ متبع شریعت محمدیہ ہونگے اور ختم انکا بہ نسبت اپنے طبقے کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل ان سب امور کی مین نے اپنے دو رسالو نمین ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات دوسری مسمے بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہی ہرگاہ یہہ امر ممہد ہو چکا پس سمجھنا چاہیئے کہ زید کو جسنے عبارت جو سوال مین مرقوم ہی لکہی ہرگاہ مماثلت سے انکار ہی اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہی مخالف اہل سنت کے نہین ہی نہ کافر ہی نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہان اگر نبوت محمدیہ کو ساتھہ اسی طبقہ کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہی کیونکہ یہہ امر مخالف نصوص خلاف کلمات علماء معلوم ہوتا ہی اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے سمجھتا ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اوسپر کچھہ مواخذہ نہین ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہوگا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب ✦

مُہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات

وحفظہ عن موجبات الغی

کتبہ ابوالاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۰ ۱۵ ہجری

مُہر: محمد مہدی ابوالجیش

اصاب المجیب کتبہ ابوالجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی

اور عدم تکفیر و تفسیق و خروج پر علماء دیوبند اور سہارنپور اور گنگوہ اور الہ آباد اور اگرہ اور سورت نے اتفاق کیا والحمد للہ علی ذلک اور سب جوابونکو حرف بحرف لکہنے کی ضرورت نہین کہ مطالب سب کے ان دو نو جوابونمین آگئے ✦